

लाल बहादुर शास्त्री राष्ट्रीय प्रशासन अकादमी

L.B.S. National Academy of Administration

मसूरी

MUSSOORIE

पुस्तकालय

LIBRARY

अवधि संख्या

Accession No.

20733

वर्ग संख्या

Class No.

U 954.02

पुस्तक संख्या

Book No.

Ojh

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سلہ ۶۰۰ ع سے سلہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
ایکھڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سلہ ۱۹۲۸ ع کو

آبہ زبان ہندی

راے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شکر ہورا چند اوجھا
نے دئے

مترجمہ

ملشی پریم چند

الہ آباد

ہندوستانی ایکھڈیمی، پو - پی -

۱۹۳۱ ع

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.

FIRST EDITION

Price, Rs. 4/

Printed by Dildar Ali
at the HINDUSTAN PRESS,
3, Prayag Street Allahabad.

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذہب اور معاشرت

۱	بودھے مذہب
۲	بودھے دھرم کا آغاز اور اشاعت
۳	بودھے دھرم کے عقائد
۴	بودھے دھرم کا زوال
۵	بودھے دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقہ کی ابتدا
۶	بودھے دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات
۷	جین دھرم
۸	جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ہندو دھرم
۹	جین دھرم کے خاص عقائد
۱۰	بودھے اور جین دھرم کا فرق
۱۱	جین دھرم کے فرقے
۱۲	جین دھرم کہوں نہیں مقبول ہوا
۱۳	جین دھرم کا عروج اور زوال

۱۶	برہمن دھرم
۱۷	برہمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج
۱۸	ویشنو فرقے کا آھاز
۱۹	ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت
۲۰	راماننج اچاریہ کا فرقہ وششت ادویت
۲۱	مدھوا چاریہ اور ان کا فرقہ
۲۲	ویشنو کی مورتیں
۲۳	شہو فرقہ
				شہو فرقے کی مختلف شاخیں اور ان کے
۲۵	اصول
۲۹	دکھن میں شہو فرقے کی پرچار
۳۰	برہما کی مورتی
۳۱	تھلن دیوتاؤں کی پوجا
۳۲	شکتی پوجا
۳۳	کرل مت
۳۴	گلہش پوجا
۳۵	اسکند پوجا
۳۶	سورج پوجا
۳۷	دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں
۳۸	ہندو دھرم کے عام ارکان
۳۹	کمارل بہت اور شکر اچاریہ

۴۲	شکر اچاریہ اور ان کا مت
۴۴	مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر
۴۶	ہندوستان میں اسلام کا آغاز
۴۷	تمدنی حالت
۴۹	پرہیزوں کی ذاتیں
۵۲	چھتری اور ان کے فرائض
۵۴	ویس اور ان کے فرائض
۵۵	شودر
۵۶	کایستھ
۵۷	انتج
۵۸	برہمنوں کا باہمی تعلق
۵۹	چھوت چھات
۶۰	ہندوستان میں کی دنیاوی زندگی
۶۲	پوشاک
۶۵	زہور
۶۶	غذا
۶۹	غلامی کا رواج
۷۱	توہمات
۷۳	اطوار
۷۵	ہندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ
۷۷	عورتوں کی تعلیم

۷۷	پردہ
۷۹	شادی
۸۰	دسم سستی

دوسری تقریر

۸۳	ادبیات
۸۴	سلسلہ ادبیات کی ارتقائی رفتار
۸۵	اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں
۸۹	مجموعہ لطائف و ظرائف
۹۰	تصانیف نثر
۹۳	چمپو
۹۴	ناتک
۹۶	لہجہ صنائع وغیرہ اراکین ادب
۹۷	ادبیات پر ایک سرسری نظر
۹۸	ویاکرن
۱۰۰	نعت
۱۰۱	فلسفہ
۱۰۲	نہائے درشن
۱۰۶	ویشیشک درشن
۱۰۷	سانکھیہ
۱۰۹	یوگ
۱۱۰	پورب مہمانسا

۱۱۲	اثر مہمانسا
،	شکر اچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)
۱۱۵	رامانج اور ان کا وششت ادویت
۱۱۶	مادھوا چاریہ اور ان کا دویت واد
۱۱۷	چارواک
،	بودھ فلسفہ
۱۱۸	جنن درشن
۱۱۹	اس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ
،	مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر
۱۲۲	جوتھس
			سنہ ۹۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک کی فلکیاتی
۱۲۳	تصنیفات
۱۲۷	پہلت جوتھس
۱۲۸	علم الاعداد
۱۲۹	علم الاعداد کا ارتقا
۱۳۹	الجبر والمقابلہ
۱۴۰	علم النقط
۱۴۱	علم مثلث
۱۴۲	آیور وید
،	علم صحت کی کتابوں
۱۴۴	علم جراحی کا ارتقا
۱۴۷	مار گزیڈہ کا علاج

۱۴۸	علاج حیوانات
۱۴۹	عام حیوانات
۱۵۱	شفابخانے
،،	ہندوستانی آیہر وید کا یوروپی طب پر اثر
۱۵۴	کام شاستر
۱۵۵	موسیقی
۱۵۷	رقص
،،	سیاسیات
۱۵۸	قانون
۱۶۰	اقتصادیات
۱۶۲	پراکرت
،،	پراکرت ادبیات کا ارتقا
۱۵۳	ماددہ
۱۶۴	شور سینی
۱۶۵	مہاراشٹری
۱۶۶	پیشاچی
،،	آونتک
،،	اپ بھرنش (مخطوط)
۱۶۸	پراکرت ویاکرن
۱۶۹	پراکرت فرہنگ
۱۷۰	جنوبی ہند کی زبانیں
،،	تامل
۱۷۲	کنڑی

صفحہ

...	ٹولگو
۷۳	تعلیم...
۷۴	نائبہ کا دا، العلوم
۷۶	جامعہ تکش شلا
۷۷	نصاب تعلیم

تیسری تقریر

۸۱	نظام سلطنت : صنعت و حرفت
...	نظام سلطنت
۸۲	راجہ کے فرائض...
۸۳	نظام دیہی
۸۶	تعزیرات
۸۷	عورتوں کی سیاسی حالت
۸۸	انصرام سیاست...
۸۹	آمد و خرچ
۹۱	رفاہ عام
...	فوجی انتظام
۹۳	ملکی حالت اور سیاسی نظام میں تغیر
۹۶	مالی حالت
۹۷	زاعت اور آبپاشی کا انتظام
۹۹	تجارتی شہر
۲۰۰	تجارت کے بحری راستے

صفحہ

۲۰۱	تجارت کے خشکی راستے
۲۰۲	ہندوستانی تجارت
۲۰۳
”	صنعت و حرفت
”	لوہا اور دیگر معدنیات
۲۰۶	گانچ وغیرہ کی صنعت
”	حرفتی جماعتیں
۲۰۸	سکے
۲۱۰	ہندوستان کی مالی حالت
۲۱۱	صنعت اور دستکاری
۲۱۲	غار
۲۱۳	مندر
۲۱۸	ستون
۲۱۹	مورتیں
۲۲۲	نظریات کی ترقی
”	نظریاتی ترغماں
۲۲۴	فن تصویر
۲۲۳	ہندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر
”	ہندوستانی فن تصویر کی خصوصیت
۲۳۳	فن موسیقی
			اندکس

فہرست نقشہ جات

صفحہ

نقشہ نمبر

۶	...	۱—ہندوؤں کا بودھ اوتار ...
۱۷	...	۲—شہس ناگ پر سوئے ہوئے وشنو
۲۲	...	۳—وشنو کی چودہ ہانہ والی مورت
”	...	۴—وشنو جی کی تری مورتی
۲۲	...	۵—شہوجی کی تری مورتی ...
۲۵	...	۶—لکشمی (لکوتیش) کی مورت
۳۱	...	۷—برہما وشنو اور شہو کی مورتی
”	...	۸—لکشمی ناراین کی مورت ...
”	...	۹—اردھ ناریشور کی مورت ...
۳۲	...	۱۰—برہمانی (ماندیکا) کی مورت
۳۵	...	۱۱—سوریہ کی مورت ...
۳۷	...	۱۲—یم کی مورت ...
		۱۳—نو کواکب مہن سے شکر ‘ سنیچر ‘ راہو اور
”	...	کھٹو کی مورتیں ...
		۱۴—چھبلیٹ کی انگھا پہلی ہوئی عورت کی
۶۴	...	تصویر ...
”	...	۱۵—زیوروں سے آراستہ عورت کا سر
”	...	۱۶—عورت کے سر میں بال کی سنوار

صفحہ	نقشہ نمبر
۱۵۷	۷—شہو کا تاندو رقص ...
۲۱۳	۱۸—ایلووا کا پہاڑی کھلاس مندر ...
۲۱۴	۱۹—دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھ ...
۲۱۵	۲۰—دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر ...
۲۱۶	۲۱—ہویس لہشور کے مندر کا باہری حصہ ...
۲۱۷	۲۲—آریہ نمونہ کا ہندو مندر ...
۲۱۸	۲۳—آہو کے جھون مندر کا گلیڈ اور دروازہ ...
۲۱۹	۲۴—بزنکر (گجرات) کے مندر کا پھاٹک ...

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکادیمی قائم کر کے قابل تعریف کام کیا ہے - اس ایکادیمی نے مجھ کو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت افزائی کی ہے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ہوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ہے -

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی ، مجلسی اور سیاسی ، ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت انگیز تھی - بودھ ، جین ، ہندو ، اور ان مذاہب کے صدہا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے ہی فرقے معدوم ہو گئے ، کتنوں ہی کا ظہور ہوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ہوا - ان مختلف مذاہب کی کشمکش ، ترقی ، یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ہے - اسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوئے جنہوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ، چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) پال ، سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آچکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکۃالاراء سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھہ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت تینوں ہی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہ دور بہت ممتاز ہے - یورپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ہندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ہندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ، لہوا ، کانچ ، ہاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ہندوستان اب سے زیادہ دولت مند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال رہے -

ذہنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ، نائٹکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اہم اور مہتم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھے میں نہیں ہے - میری منشا تھی کہ یہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور محنت نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے -
 پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں ، بودھ ،
 چین ، اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج
 اور زوال ، اور نیز اس زمانہ کی مجاسی حالات ،
 رسم غلامی ، طور طریق ، آداب و اخلاق ، اور نظام ورن
 آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تقریر میں ہندوستانی ادبیات ، یعنی لغات ،
 صرف و نحو ، فلسفہ ، ریاضیات ، نجوم ، طب ، سیاسیات ،
 مالیات ، صنعت و حرفت ، موسیقی ، فن تصویر ، وغیرہ
 مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے -
 تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت ، دیہی
 پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات ، نظام حرب ،
 اور آئین انصاف ، وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس
 طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے
 اور نیز اُس دور کی مالی حالت ، زراعت ، تجارت ،
 حرفت ، تجارتی راستے ، مالی فارغ البالی وغیرہ پر
 بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں
 ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علاحدہ تصنیف کی
 ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ہی ہو سکتا ہے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ہوتا ہے وہ بہت قلیل ہے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہو انکامیوں پر گنی جا سکتی ہیں - ممکن ہے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ہوں اور حوادث روزگار نے انہیں تلف کر دیا ہو - تاہم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ہے - انہیں کتابوں کا ہم یہاں مختصر ذکر کرتے ہیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ہون سانگ اور 'تسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذہبی، تمدنی، سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھ اندازہ ہو جاتا ہے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ہیں - اُس زمانہ کے سندسکرت، پراکرت، یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف، ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں - قدیم سکوں کتبوں اور تانب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ ولکیہ، 'ہارپٹ، وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ہوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے ہمیش چندر دت کی تصنیف ”دہ ہسٹری آف سویلریشن ان اینڈلٹ انڈیا“ (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ) ‘سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف ”دہ ویشنوازم“ شیوازم ایڈٹ اور مائلر رلیجنز ایڈٹ تھیوریز آف دی ہندوز“ (ریشنو اور شیو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات) ‘ونے کمار سرکار کی تصنیف ”دہ دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز ایڈٹ تھیوریز آف دی ہندوز“ (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مطالعے) ‘رادھا کرشن مکرچی کی تصنیف ”دہ ہرش“ کے ایم پی کی تصنیف ”دہ ہرش آف قلوچ“ سی وی وید کی کتاب ”دہ ہسٹری آف میڈیول انڈیا“ (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ) ‘میکڈانل کی تصنیف ”دہ انڈیاز پاسٹ“ (ہندوستان ماضی) ‘نریلندرو ناتھ لا کی تصنیف ”دہ اسٹڈیز ان انڈین ہسٹری ایڈٹ کلچر“ (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ) ‘ہربلاس ساردا کی تصنیف ”دہ ہندو سوپیاریڈی“ (ہندوؤں کی فضیلت) ‘جان گریفتھ کی کتاب ”دہ دی پیلمنٹگز آف ایجنٹا“ (ایجنٹا کی تصاویر) ‘لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف ”دہ ایجنٹا فریسکوز“

این سی مہتا کی ”استدیز ان اندین پیننگ“ ،
 ”امپیریل گزٹیر آف انڈیا“ پروفیسر مہکڈانل اور کیتھہ کی
 تصنیف ”ویدک انڈکس“ اور آفریخت کی کتاب
 ”کیٹالوگس کیٹا لوگرم“ ائیٹ، کی ”ہسٹری آف انڈیا“
 میری تصنیف ”بھارتیہ پراچین لپی مالا“ (ہندوستان کا
 قدیم رسم الخط) ”سولنکیوں کی قدیم تاریخ“ ”راجپوتانہ
 کی تاریخ“ ”ناگوری پرچارنی پتیکا“ اور ”اندین
 انٹیکویری“ ”ایپی گرافیا انڈیکا“ وغیرہ رسالے خاص
 طور پر قابل ذکر ہیں ۔

ہندوستانی ایکادیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے
 میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا
 ہوں ۔

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ، بودھہ اور چین - ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے - اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں -

بودھہ دھرم کا آغاز ار اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں - گوشت خوردی کا رواج بھی کثرت سے تھا - چینہوں اور بودھوں کے انہسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا - شاک بندی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ، برہمن ، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے - روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی بلکہ ہندوستان کے باہر لٹکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھ گیا - بعد ازاں بودھ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذہبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت، چین، منچوریا، منگولیا، جاپان، کوریا، سیام، برما اور سائبیریا کے گرجس اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھ دھرم کے عقائد

یہاں بودھ دھرم کے اصول اور عقائد کی منجمل تشریح ہے موقع نہ ہوگی - بودھ دھرم کے مطابق زندگی مایہ غم ہے، زندگی اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا، اسی ہوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے -

مہاتما بدھ کے قول کے مطابق بودھ دھرم وسطی راستہ ہے، یعنی نہ تو عیش و عشرت میں منحہ رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی، شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاہئے - ان دونوں کے بیچ میں رہنا ہی لازم ہے - خیرالامور اوسطا - دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

اور غم انگیز ہیں - جملہ تکالیف کا باعث جہالت ہے - ضبط نفس ہی کے ذریعہ روح کا نشو و نما ہو سکتا ہے - حرص و ہوس اور جملہ خواہشات کو ترک کر دینے ہی سے تکالیف کا خاتمہ ہوتا ہے - اسی ترک خواہشات ہی کا نام نروان ہے - یہہ نروان زندگی میں بھی حاصل ہو سکتا ہے - انسان پانچ ارکان کا بنا ہوا ایک خاص قسم کا مجموعہ ہے جس میں طبیعات کا درجہ اولیٰ ہے - اپنی زبان میں اسی کو روح کہہ سکتے ہیں - یہی پانچ اسکندھوں کا مجموعہ اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے - اسی کو تناسخ کہتے ہیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مضمر ہو جانا ہی مہانروان ہے -

بودھہ دھرم کی سب سے بڑی خصوصیت ' اہنسا پرہم دھرم ' کا اصول ہے - کسی طرح کی ہنسا کرنا گناہ عظیم ہے - لیکن کچھ زمانہ کے بعد ہندوستان کے باہر کے بودھوں نے اسے خاص اصول کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط اور سخاوت ہی اولیٰ قربانی ہے - بودھہ دھرم کی دوسری خصوصیت یہہ ہے کہ وہ خدا سے منکر ہے - عبادت الہی کے بغیر بھی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - تیسری خصوصیت یہہ ہے کہ وہ ہندو دھرم کی سب سے ممتاز صفت برہمن آشرم کو نہیں تسلیم کرتا - اس کی نگاہ میں سبھی انسان ' چاہے براہمن ہوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبہ حاصل کر سکتے ہیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں کرم سے کیا جانا چاہئے - بودھوں کے تین رتن بدھ، سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے -

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے - ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے - چینی سیاح تسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اتھارہ فرقے ہو چکے تھے، بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کہونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی -

بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقہ کی ابتدا

ترقی پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا - بہت سے بودھ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصیتیں قبول کر لیں - اس کا نتیجہ مہایان مت کی صورت میں کش خاندان کے راجہ کشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا - اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - بودھ دھرم میں ایشور کی ہستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھ کے بعد بودھ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرہست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھ میں آسکتا ہے اس لئے انہوں نے بھکتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - اتنا ہی نہیں، بودھی ستوں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیاں بننے لگیں - بودھ بھکشوؤں نے متناہل زندگی بسر کرتے ہوئے بھی بھکتی کے ذریعہ نروان کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ - مہایان - پر ہندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھ مثالیں نیچے دی جاتی ہیں :-

(۱) ”دھین یان“ کی کتابیں پالی میں اور مہایان

کی سنسکرت میں ہیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولی مانا

گیا ہے -

(۳) ہین بیان فرقے میں بدھ معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن 'مہایان' فرقے والوں نے بدھ کو معبود بنادکر ان کی پرستش شروع کر دی۔

بھارت یا ہندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت ہوئی - اتذہی نہیں ' بودھ فلسفہ پر ہندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جانا ہوا بودھ دھرم ہندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رہا - ہندوؤں نے بدھ کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھ عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودھ اور ہندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل ہوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بودھ دھرم کو چھوڑ کر ہندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودھ دھرم کا اہنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا ' پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا ہی پڑتی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - ہندو دھرم میں یہ قیدی نہ تھیں اور پھر جب بدھ کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھ کے معتقدوں کا رجحان بھی ہندو دھرم کی جانب ہو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رہنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا ہندوؤں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل



(۱) ہندوؤں کا بدھ اوتار

صنعت ۶

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

بہت اور کئی دیگر بودھہ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یہہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بڑی جامع ہوا - کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی - وہ شنکر دگ بچے " (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہہ ہے : "ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا ہے" اسے میں مانتا ہوں " -

اسی طرح دیگر برہمن علما نے بھی ہندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی - ایک تو ہندو دھرم شافیی دھرم ہو گیا اس سے بودھہ دھرم میں زوال آیا ہے - دوسرے خود بودھہ دھرم میں نقائص پیدا ہو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے - فروعات میں بھی اختلاف پیدا ہوئے جاتے تھے ، اس کے علاوہ بودھہ بھکشوؤں کی نمود و نمائش کی کثرت ہو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھ گیا - اب بودھہ بھکشو ویسے معتنی اور اصول پسند نہ تھے - ان میں بھی حکومت اور ثروت کی درس پیدا ہو گئی تھی - وہ مٹھوں اور بہاروں میں شان و شوکت سے رہنے لگے تھے ، عوام کے درد و غم میں شریک ہونا انہوں نے ترک کر دیا تھا - ان وجوہ نے بودھہ دھرم پر مہاک اثر ڈالا ، حکومت کی اعانت پا کر بودھہ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کا زوال شروع ہوا -

(۱) سنسکرت کی تصنیف ہے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے ہیں -

بودھ دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجہ برہدرتھ کی وفات کے ساتھ ہی بودھ دھرم کا انحطاط شروع ہو چکا تھا - برہدرتھ کو قتل کر کے اس کا سپہ سالار پشیہ مٹر جو شنگ خاندان سے تعلق رکھتا تھا موریہ سلطنت کا مالک بن بیٹھا - اس نے پھر ویدک دھرم کی اعانت میں دو اشو میدھہ یگیہ کئے - غالباً اس نے بودھوں پر سختیاں بھی کیں - بودھہ تصانیف میں اس کا ذکر موجود ہے - فی الواقع یہیں سے بودھہ دھرم کا زوال شروع ہوتا ہے - اسی زمانہ میں راجپوتانہ کے راجہ پاراشری پتر نے اشو میدھہ یگیہ کیا - علیٰ ہذا دیکھیں میں آندھر خاندان کے وید شری شات کرنی کے زمانہ میں اشو میدھہ - راجسویہ وغیرہ یگیہ کئے گئے - گپت خاندان کے راجہ سہدر گپت اور واکاتک خاندان والوں کے زمانہ میں بھی اشو میدھہ وغیرہ کئی یگیہ ہوئے - اس کا ذکر ان کے زمانہ کے کتبوں اور لوحوں میں موجود ہے - اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمہ سے ویدک دھرم کے عروج کے ساتھ ساتھ بودھہ دھرم کا زوال ہونے لگا پھر بتدریج اس کا زوال ہوتا ہی گیا - ہیونسنانگ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دھرم کے پیروں کی تعداد بڑھنے اور بودھوں کی گھٹنے لگی تھی - بان بہت نے لکھا ہے کہ تھانپشور کے ویش خاندان کے راجہ پرہاکروردھن کے بڑے بیٹے راج وردھن نے باپ کی وفات کے بعد شاہی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھہ بھکشو ہو جانے کی خواہش کی تھی اور اس کے چھوڑتے بھائی ہرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ہرش کو بودھہ دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاہی خاندان کے لوگ ہندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھہ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمتی سمیت ۷۳۷ (عیسوی سنہ ۷۹۰) کے شیرگدھہ (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھہ مندر بنوایا تھا، جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بودھہ دھرم کا پیرو تھا - عیسیٰ کی بارہویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بنگال کے سوا ہندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھہ دھرم فنا ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

چین دھرم

چین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ہندو دھرم

چین دھرم بھی بودھہ دھرم سے کچھ پہلے ہندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھہ کے قبل ہی ہو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

- (۱) ویدک علم الہی ہے -
- (۲) ویدک دیوتاؤں ، اندر ، برن وغیرہ کی کوشش -
- (۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -
- (۴) چاروں برن یعنی برہمن ، کشتری ، ویش شودر کا نظام تمدن -
- (۵) چاروں آشرم یعنی برہمچریہ ، گرہست ، بان پرست ، اور سننیاس کی تنظیم -
- (۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -
- (۷) تناسخ اور فلسفہ کرم -

مہابیر اور بدھ دونوں ہی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سننیاس تسلیم کئے - مگر بدھ نے صرف سننیاس آشرم ہی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ، اور بدھ نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ کی - بودھ دھرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ، اس لئے یہاں ہم جین دھرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا ہو چکے تھے - ممکن ہے یہہ روایت بودھوں کے ۲۴ بدھوں کی روایت پر مبنی ہو ، یا بودھوں نے جینیوں سے لیا ہو - مہابیر راجہ سدھارتھ کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا ہوئے - انہوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشالی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم نے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ، غیر ذی روح ، نجات ، عذاب ، ثواب ترک ، تزکیہ وغیرہ کے قائل ہیں - روح غیر فانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پہل بھوکنتی ہے - مٹی ، پانی ، آگ ، ہوا ، اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ، عادت ، تعین ، فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انہیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ، اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ، اور انہیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ہیں - روح کے ساتھ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوستھ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ، ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ، ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر ہر ایک جناس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے ہیں - انہیں سے پھر دنیا آباد ہوتی ہے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باہر ' آرای ' آزاد مطلق ' غیر مجسم ' پاک ' مبدع مسرت ' روح ہی حقیقی مختار ہے ' اس سے جدا کوئی ایشور نہیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص ہی الوہیت کا درجہ پاتا ہے - خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھ بانچ مہابرت (اہنسا ' راستی ' برہم چریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد ہوتا ہے - رحم اور اہنسا جینیوں کے خاص دھرم ہیں ' وہ ویدوں کو نہیں مانتے - روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اہم سمجھے جاتے ہیں - کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش ہوتی ہے - کئی سادھوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں (۱) -

بدھ اور جین دھرم کا فرق

بودھ اور جین دھرم میں اتنی یکسانیت ہے کہ اکثر مغربی علما کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مندرج ایک ہی ہے اور بدھ مہابیر کے شاگرد تھے ' پیچھے سے دونوں دھرم جدا ہو گئے - مگر واقعہً یہہ خیال غلط ہے - دونوں دھرم علیحدہ ہیں ' ہاں یہہ ممکن ہے کہ بدھ نے جین دھرم کے کچھ

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں ، کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے ، ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعالیم کا اثر بدھ پر پڑا ہو ۔

جین دھرم کے فرقے

بودھ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں :
 (۱) دگمبیر (۲) سویتامبیر دگمبیر سادھو برہنہ دھتے ہیں -
 سویتامبیر - سنیڈ یا زرد کپڑے پہنتے ہیں - ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے - دگمبیر لوگ عورتوں کی نجاست کے قائل نہیں ، سویتامبیر قائل ہیں - دگمبیر تیرتھنگروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبیروں کی طرح پھول ، دھوپ اور زیورات سے نہیں - ان کا قول ہے تیرتھنگر علائق سے آزاد تھے ، اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے - یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھ نہیں کہا جاسکتا -

جن دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی - اس کے کئی وجوہ ہیں - بودھ دھرم کے اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے - ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولہی کے مذہبی جلسہ میں انہیں قلمبند کرایا -
 بودھ بھکشوؤں کی زندگی جین سادھوؤں کی زندگی سے
 زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی، اس سے بھی لوگوں کا میلان
 بودھ دھرم کی طرف زیادہ ہوتا تھا - اس کے علاوہ جین دھرم
 کو وہ شاہی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ
 راجاؤں نے بودھ دھرم کی کی، صرف کلنگ کے راجہ کھارویل
 نے جو سنہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ہوا تھا
 جین دھرم کو قبول کر کے اس کی کچھ اعانت کی تھی،
 انہیں وجوہ سے جین دھرم کی ترقی نہ ہو سکی (۱) -

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت جین دھرم کا رواج
 آندھر، تامل، کرناٹک، راجپوتانہ، گجرات، مالوہ اور بہار اور
 اُڑیسہ کے کچھ اضلاع میں تھا - جین دھرم نے دکھن ہی میں
 زیادہ فروغ پایا - وہاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت
 استعمال کرتے تھے، جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دکھن کی تامل
 وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے ہی لفظ شامل ہو گئے -
 جینیوں نے وہاں مدرسے بھی کھولے، آج بھی وہاں بچوں کو
 حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمہ ”اوم نمہ سدھم“ پڑھایا
 جاتا ہے جو جینیوں کا طریقہ سلام ہے - دکھن میں کئی
 راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھ رفاقت کی - تامل میں

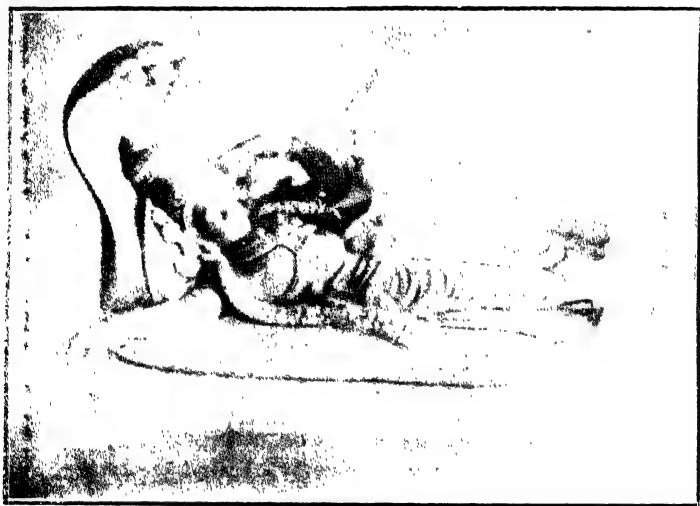
پانچویں اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مددرا کے پاس مٹھ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہو گیا تھا مگر شیو مت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہو گئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مددرا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کر کے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پرزور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ ع) - جین مورتیں اُتھا کر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کر لیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کر کے انہیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آ گیا - دھی سہی کسر اُریسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیو مت کا خوب زور ہو رہا تھا ، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانہ میں دکھن میں چین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی، حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے - چین آچاریہ ہیمنچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمنچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ء میں پیدا ہوا تھا - فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ اٹل رازے کے چین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھ اور کماریال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کماریال نے چین دھرم قبول کیا اور گجرات کاٹیپار کچھہ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں چین دھرم نے قدم نہیں جمائے، پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے چین دھرم قبول کر لیا ہے اور چین مندر بدوائیں ہیں مگر چینوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برہمنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی



(۲۱) شیش نہاں پر سوئے ہوئے وشنو (ناراین)

صفحہ ۱۷

[ٹریویڈلڈرم]

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ہوتی تھی - تقریباً ہندوستان بھر میں یہی مذہب پھیلا ہوا تھا - بودھ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھ کم ہو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زگ پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چائے کمزور ہو گیا ہو - جوں ہی بودھ دھرم کا اقتدار کچھ کم ہوا ، ہندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے بودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

پرانے دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا ، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے - یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ہے - اس سے ثابت ہے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ہندو دھرم کی جوں جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ہم ویشنو فرقے کا کچھ ذکر کرتے ہیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا نے ورات روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھ کر جادوؤں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہوت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذہبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ہو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ہو جانے کے بعد کچھہ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تدریجی اب تک نہیں ہو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ہے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاہم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھینز نے متھرا کے شوریسنی جادوؤں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ہیرکلیس (ہری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانڈنی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ہے اور اس پر شرح لکھتے ہوئے پتتجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ہے - قیاس ہوتا ہے کہ پانڈنی کے زمانہ میں (سنہ ۶۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ہو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ہوگی - (۱)

(۱) سر رام کرشن گوپال بھاتناکر کی تصنیف ویشنوژم شیوژم اینڈ ادر مائنر

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اہنسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب 'د پنچ راتر سنہتا' ہے - یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا ، پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا ، مندروں کا پڑھنا ، اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے - پھر ویشنوؤں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برہما ، نارد ، نر ناراین ، کبل ، دناتریہ ، یگیہ ، ریشبہہ دیو ، پرتھو ، متسیہ ، کورم ، دھنونتری موہنی ، نرسنگھ ، وامن ، پرشورام ، وید ویاس ، رام ، بلرام ، کرشن ، بدھ ، کلکی ، ہنس اور ھے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیہ ، کورم ، براہ ، نرسنگھ ، وامن ، پرشورام ، رام ، کرشن ، بدھ اور کلکی ، فائق تسلیم کئے گئے - بدھ اور ریشبہہ کو ہندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاہر ہے کہ بودھ اور جین دھرم کا اثر ہندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی - ممکن ہے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنروں کی تقلید میں کی گئی ہو - وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ہی نہیں ، اب تک برابر بن رہے ہیں - کتبوں ، تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ہے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ہوا

اور ادھر کے آل وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر باعث حیرت ہے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے ، پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مہندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں دھی ہو ، یہہ امر حقیقت سے بعید ہے - زمانہ مابعد میں رام کی پوجا ہونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

رامانجے آچاریہ کا فرقہ وشننادویت

شنکر اچاریہ کے ادویت واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برہم ایک ہی ہوں تو بھکتی کی ضرورت ہی کہاں باقی رہی ؟ اس لئے رامانجے نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانجے سنہ ۱۰۱۶ء میں پیدا ہوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا رامانجے کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھ کر دریئے آزار ہوا ، اس لئے رامانجے وہاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادوؤں کے پاس پہونچا اور وہاں اپنا کام شروع کیا ، پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو ویشنو بذاکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

(۱) سر رام روشن گوپال بھٹناکر کی تصنیف ریشنوزم شیروزم اینڈ ادر

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ہے - یکجہ ، برت ، تیرتھ جاترا ، دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب ہوتی ہے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ہے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ہوتے ہیں - جیوانما اور جگت دونوں برہم سے جدا ہونے پر بھی فی الواقع جدا نہیں ہیں - اصولاً دونوں ایک ہی ہیں ، ہاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ہیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تنقید فلسفہ کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ہوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارہویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت واد کو دور کر کے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے وششتادویت واد چلا کر شنکر کے ادویت کو متا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ہوئے - وششتادویت واد کی دلیلوں سے یہہ حقیقت واضح نہ ہو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ہوئی - اس نے پرہم آتما ، آتما ، اور پرکرتی ، تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

(۱) سر رام رشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ریشموزم شیروزم اینڈ ادر ماندر

سنہ ۱۱۹۷ء میں ہوئی۔ اس نے بھی ویدانت درشن اور آپلشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی۔ کسی مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تھی، اس لئے اس نے راماین کے ہیرو رام اور سینا کی پرستش پر زور دیا اور اپنے شاگرد نرہری تیرتھ کو جگن نانہ پری میں رام اور سینا کی مورتیوں لانے کو بھیجا۔ نرہر تیرتھ کے علاوہ اس کے تین خاص شاگرد اور تھے: پدم نابیہ تیرتھ، مادھو تیرتھ، اور اکشوبھیہ تیرتھ۔ مدھو فرقے کے پیرو ویراگ، ضبط، توکل (اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کر دینا)، خدمت مرشد، مرشد سے تلقین، پرمانما سے بھکتی، بزرگوں سے عقیدت، کمزوروں پر رحم، یگیہ، سفسکار، ہر ایک کام کو ایشور سے منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعہ نجات کے قائل ہیں۔ یہہ لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک سیاہ خط کھینچتے ہیں اور وسط میں سرخ نقطہ لگاتے ہیں۔ ان کے کپڑوں پر اکثر شنکھ، چکر، گدا، وغیرہ کے نشانات بڑے ہوتے ہیں۔ اس فرقے کی تعداد دکھنی کرناٹک میں زیادہ ہے۔ مدھو اچاریہ کے بعد بھی ویشنوؤں میں بلبہہ وغیرہ فرقے قائم ہوئے، پر وہ زمانہ زیر بحث سے بعد کے ہیں۔

رشنو کی مورتیں

رشنو کی مورتی پہلے چار ہاتھوں والی ہوتی تھی یا دو ہاتھوں والی یہہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پانچویں



(۳) وشنوا کی چودہ ہاتھ والی مورت



(۴) وشدو جي لي نري مورتی



(۵) شیو چپی کی تری مورتی

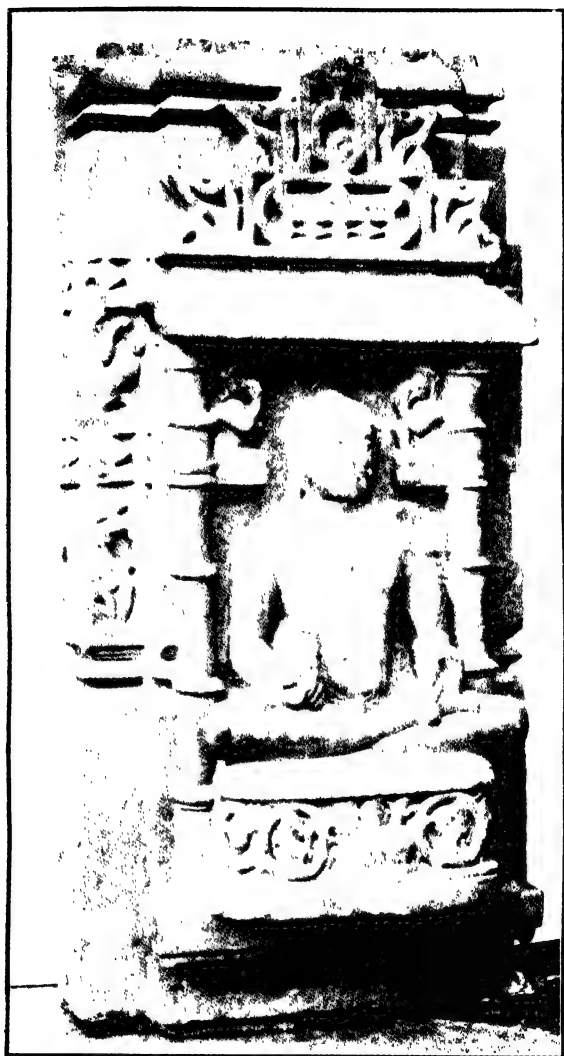
[گہارا پوری]

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے -
 بدھ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں -
 اور کڈفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے
 ہیں ترسول دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے - وہ بھی
 دو ہاتھوں والی ہی ہے - جیسے ہندوؤں نے بدھ کی مورتی
 کو چتر بھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا اسی طرح ممکن
 ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پیچھے سے چتر بھج بنا
 دیا ہو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا
 کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی
 گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے
 ایسی کچھ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں - وشنو کی تین منہ
 والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکت کے ساتھ
 وشنو کے تین منہ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا
 تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھ کی مورتیں
 بنی ہوئی ہیں - شاید یہہ مورتیں شیو کے تثلیث کی
 نقل ہوں -

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے
 معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک مانتے لگے - اس
 فرقہ کی کتابیں ”دھ آگم“ کے نام سے مشہور ہوئیں - اس فرقہ
 کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے
 لگے - عموماً تو یہہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی ہوتی تھی ، یا اوپر کا حصہ گول بذاکر چاروں طرف چار منہ بنا دنے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برہمانند (کائنات) اور چاروں مونہوں میں سے پورب والے سے سورج ، پچھم والے سے وشنو ، اُتر والے سے برہما اور دکھن والے سے رودر مراد ہوتے تھے - کچھہ مورتیں ایسی بھی ملی ہیں جن کے چاروں طرف منہ نہیں ، ان چاروں دیوتاؤں کی مورتیں ہی بنی ہوئی ہیں - ان مورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ ان کے بڈانے والوں کا منشأ یہہ تھا کہ کونین کا خالق شیو ہے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات کی مختلف صورتیں ہیں - شیو کی عظیم الجثہ تری مورتی (تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی ہے - اس کے چہہ ہاتھ ، تین منہ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر ہوتے ہیں - ایک منہ روتا ہوا ہوتا ہے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل ہے - اس کے وسط کے دو ہاتھوں میں ایک میں بھجورا ، اور دوسرے میں مالا ، داہنی طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں ساپ اور دوسرے میں پیالہ ، بائیں طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں دھال یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز ہوتی ہے - تثلیث چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی ہوتی ہے اور اس میں صرف جسم کا بالائی حصہ ہوتا ہے - اس کے مقابل زمین پر اکثر شیو لنگ ہوتا ہے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چہہ میل دور ایلینڈا ، چتور کے قلعے ، سررہی راج وغیرہ کئی مقامات میں دیکھنے میں آئی ہیں جن میں سب سے پرانی ایلینڈا



(۶) لکولیش (لکوتیش) کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

والی ہے - شیو کے رقص کرنے کی صورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ہیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ہوا ، جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ہے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ، بھریگو منی نے شیو کی پرستش کر کے انہیں خوش کیا - شیو ہاتھ میں اپک دندانہ لئے ہوئے نمودار ہوئے - لکت دندانہ کو کہتے ہیں ، اسی لئے وہ لکولیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ہوا وہ کایا وتار (ریاست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکولیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی صورتیں راجپوتانہ ، گجرات ، کانہیاواز ، دکھن (میسور تک) بنگال اور آریسہ میں پائی جاتی ہیں ، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس صورتی کے سر پر اکثر جین صورتیوں کی طرح لمبے بال نہوتے ہیں ، ہاتھ دو ہوتے ہیں ، دائیں ہاتھ میں بیجورا اور بائیں ہاتھ میں دندانہ ہوتا ہے - اس کی نشست پدماسن ہوتی ہے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ، گرگ ، متر اور کورش کے نام لنگ پوران میں ملتے ہیں (۱۲۳ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکالے - آج لکولیش فرقہ کے پیروروں کا کہیں نشان بھی نہیں ، یہاں تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں - یوگ ابھیاس اور راکھ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھ ارکان ہیں: ہنسنا ، گانا ، ناچنا ، بیل کی طرح باں باں کرنا ، زمین دوز ہو کر نمسار کرنا اور چپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کتنی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں - شیو فرقہ والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پہل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے ، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا - یہہ لوگ چپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں - شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کپالک اور کالامکھ ہیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور زرد روپ کی پوجا کرتے ہیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھ نشانات ہیں - مالا ، زیور ، کندل ، رتن ، راکھ اور جلیو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھوؤں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں - شمشان کی راکھ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں ، ایک دندا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبی ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں - شنکر دگبجے میں مادھو نے ایک کپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش چرت میں

بھی ایک خوفناک کپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے نائک مالکتی مادھو میں ایک کپال کلدلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوئے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلت نے کی - کلت اونعتی ورما (سنہ ۸۵۳ء) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام داسپندر کارکا ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماٹما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے 'شیو درشتی' نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اہنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کناڑی بھاشا کے 'دیسو پران' سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجبل کے زمانہ میں (عیسوی بارہویں صدی) بسو نام کے برہمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے 'لنکایت' مت چلایا۔ اس کے اوصاف دیکھ کر بجبل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا۔ اور جنگموں (لنکایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا۔ ڈاکٹر فلیٹ کی رائے یہ کہ اس فرقہ کا بانی اینانت نام کا کوئی شخص تھا۔ بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا۔ یہ لوگ جینیور کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیتے تھے۔ اس فرقہ میں بھی اہنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا۔ اس میں ہندو معاشرت کے خاص رکن تفریقِ برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو ہی فضیلت دی گئی تھی۔ بسو کا قول تھا کہ ہر فرد کو چاہے وہ سادھو ہی کیوں نہ ہو، اپنی محنت سے کسبِ معاش کرنا چاہئے۔ بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا۔ اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی۔ بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی۔ لنک کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ہے۔ اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنک لٹکائے رکھتے ہیں، جو چاندی کی دَبیّا میں رکھا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ شیو نے اپنی روح کو لنک اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ وشنوادویت سے یہ فرقہ کچھ کچھ ملتا ہے۔ مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ہے۔ جلیو سنسکار کی جگہ وہاں دیکشاسنکار ہوتا ہے۔ گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ 'اوم' نمہ شیوایہ ' کہتے اور جلیو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں شیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہ، لوگ جینھیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذہبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ہیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف 'تیرونان سمبندھہ' تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ہیں - کانجی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج سنگھ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ، لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا -

برہما کی مورتی

برہما دنیا کا خالق ، یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوناہر مانا جاتا ہے - برہما کی مورتی چار مونہوں والی ہوتی ہے - مگر

(۱) سر رام کرشن گوپال بھارتار کی تصنیف 'دیشنوزم شیرزم ایڈتہ اور

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تین ہی منہ دھتے ہیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ہے اس کے چاروں منہ دکھائے جاتے ہیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم ہیں - برہما کے کئی ملدر اب تک قائم ہیں جن میں پوجا بھی ہوتی ہے - برہما کے ایک ہاتھ میں 'سرو' ہوتا ہے جو یگیہ کرانے کی علامت ہے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی ہیں برہما پروہت بتایا گیا ہے - تعجب کی بات یہ ہے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے ہیں 'ویسے برہما کے پیرووں کے فرقے نہیں ملتے - مورتی کے تخیل میں برہما ' وشنو اور شیو تینوں ایک ہی پرماٹما کی مختلف صورتیں مانی گئی ہیں - برہما کی کئی مورتیں ایسی ملی ہیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں ہیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برہما کی مورتیں اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برہما کی مورتیں ہوتی ہیں - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں دیوتا ایک ہی پرماٹما کی مختلف صورتیں ہیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دیے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متاھل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی محض مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ہے اور آدھا پاربتی کا - ایسی ہی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی ہیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو ہر اور



(۷) برہما وشنو اور شیو کی مورتی

صفحہ ۳۱

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]



(۸) انشمنی نادر این دیه صورت (گدوژ یو سوار)

[راجمونند عجبائیب خاند - اجمیر] صفحه ۳۱



(9) اردہ ھہ ناریشور کی مورت

[مَدورا]

تیلوں کی مشترک مورتی کو دھری ہر پتامہ کہتے ہیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برہما ، وشنو اور مہیش ہی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اتھارہوں پران انہیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق ہیں - وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرز ، پدم اور براہ پران وشنو سے - منسیہ ، کورم ، لڈک ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برہماند ، برہم ویورت ، مارکنڈیہ ، بہوشیہ ، رامن اور برہم پران برہم سے تعلق رکھتے ہیں -

شکٹی پوجا

پرماٹما کے صرف مختلف ناموں ہی کو دیوتا مان کر ان کی علیحدہ علیحدہ پرستش نہیں شروع ہوئی - بلکہ ایشور کی مختلف شکٹیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا ہونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ سے ایسی کتنی ہی دیویوں کے نام ملتے ہیں - براہمی ، ماہیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراہی ، نار سنگھی ، اور ایندری ، ان سات شکٹیوں کو ماترکا کہتے ہیں - کچھ خوفناک اور غضبناک شکٹیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھ کے نام یہہ ہیں : کالی ، کراالی ، کاپالی ، چامندا اور چندی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ہے - کچھ ایسی شکٹیوں کی بھی ایجاد ہوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانے والی ہیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ہیں :

آنند بھیروی ، تری پور سندری ، اور لتا وغیرہ - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری پورسندری کی مقابرت سے دنیا کا وجود ہوا - ناگری رسم الخط کے پہلے حرف श سے شیو اور آخری حرف ह سے تری پورسندری مراد ہیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب शह خط नस کا اشارہ کرتی ہے - (۱)

کرل مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے ہیں - شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا ہے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا ہوتی ہے - شاکتوں کے دو فرقے ہیں ، کواک اور سمئن - کواکوں کی بھی دو قسمیں ہیں - پرانے کواک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کواک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے ہیں - پوجا کے وقت یہ لوگ گوشت ، مچھلی ، شراب ، وغیرہ بھی کھاتے پیتے ہیں - سمئن فرقہ والے ان مکروہات سے اجتناب کرتے ہیں - کچھ برہمن بھی کواکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے - اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی - نویں صدی کے اواخر میں راجشیکھر نام کے شاعر نے اپنی کریور ملجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منہ سے کرل مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا ہے :-

(۱) سر رام کوشن گوبال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر



(۱۰) برہمانی (ماتریکا) کی صورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

(ترجمہ) - ہم منتر تلتر وغیرہ کچھ بھی نہیں جانتے -
 نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب
 خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات
 حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کی تلقین کر کے ہم ان سے شادی کر لیتے
 ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا
 سے ملا ہوا اساج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ چھالا ہی ہمارا
 پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث
 سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا وناپک رودر کے
 کے جنات کا سرغلہ تھا - یاگیہ ولکیہ سمرتی میں گنیش اور
 اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو
 چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور
 نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھ اشارہ ہے -
 ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھ گنیش کی مورتی
 بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹیا کے ستون میں
 سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں - گنیش کے
 منہ کی جگہ سوند کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی -
 ایلورا اور گھٹیا کے مورتوں میں سوند بنی ہوئی ہے -
 مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سوند کا ذکر ہے -

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ہے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے -

اسکند پوجا

اسکند یا کارتیکہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ہے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ہے - پتہنجی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورنیوں کا ذکر کیا ہے - کڈشک کے سکوں پر اسکند 'مہاسین' آدمی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۰۴ء میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائی تھی - ہیمادری کے رت کہند میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ہے - یہہ پوجا آج تک جاری ہے -

سورج پوجا

ہمارے زمانہ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ہی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ہے - برہمنوں اور گریہیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

(۱) سر رام کرشن کوپال: بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر



(۱۱) سوریہ کی مورت

ہے - دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا - بہت سے مراسم میں، بھی اس کی پوجا ہوتی تھی - اس کی پوجا دن کے مختلف اوقات میں، خالق، رازق، اور جابر وغیرہ حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا ہندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہہ کہنا مشکل ہے - براہمہر نے لکھا ہے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے رائج کی - سورج کی مورتی دو ہاتھوں والی ہوتی ہے - دونوں ہاتھوں میں کمل، سر پر تاج، سینہ پر زرہ، اور پیروں میں گھٹنے سے کچھ نیچے تک لمبے بوت ہوتے ہیں - ہندوؤں کی پوجی جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ہی کی مورتی ہے جس کے پیروں میں لمبے بوت ہوتے ہیں - ممکن ہے سورج کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ہو جہاں بوت کا رواج تھا - بھوشیدہ پران میں لکھا ہے کہ سورج کے پیر کہلے نہ ہونے چاہئیں - اسی پران میں ایک کتھا ہے کہ راجہ سانہ نے جو کرشن اور جامونتی کا فرزند تھا سورج کی بھکتی سے ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم کرنی چاہی - مگر برہمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں کیا کہ دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل ہوتی ہے اس سے برہم کریا نہیں ہو سکتی - اس لئے راجہ نے ایران کے جنوبی مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برہمنوں کو بلوایا - یہہ لوگ اپنی پیدائش برہمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا ہے ”ہندوستان کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ہوتے ہیں

راجپوتانہ میں ان لوگوں کو شیوک اور بھوجک کہتے ہیں -
 سورج کے ہزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم ہیں -
 ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر ہے
 جو سروہی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود ہے -
 یہہ پرانا مندر ہے اور اس کے ستونوں پر نوریں اور دسویں
 صدی کی عبارت ملقارش ہے جس میں ان عطیات کا ذکر
 ہے جو اسے ملے ہیں - جیسے شیو مندر میں بیل ، اور وشنو
 مندر میں گوروں ان کے باہن (سواری) ہوتے ہیں ، اُسی طرح
 سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کھمبے کے اوپر ایک
 کیلی پر ایک کمل کی شکل کا پہیہ ہوتا ہے - یہی سورج
 کی سواری ہے - ایسے چکر آج بھی کئی مندروں میں موجود
 ہیں - سورج کے رتھ کو سات گھوڑے کھینچتے ہیں - اسی لئے
 سورج کو سپتاشو (سات گھوڑوں کا سوار) کہتے ہیں - کئی
 مورتوں میں سورج کے نیچے سات گھوڑے بھی بنے ہوئے ہیں -
 ایک سورج مندر کے باہر کی طرف سات گھوڑوں والے سورج
 کی کچھ ایسی مورتیں بھی ہم نے دیکھی ہیں جن کے نیچے
 کا حصہ بوت پہنے ہوئے سورج کا اور اوپر کا برہما ، وشنو اور
 شیو کا ہے - پاتن (جھالرا پاتن ریاست) کے پدم ناتھ نامی
 وشنو مندر کے پیچھے کے طاق میں ایسی ایک مورتی ہے
 جس میں برہما ، وشنو اور شیو تینوں ملے ہوئے ہیں - یہہ
 ان کے مختلف اسلحوں سے ظاہر ہوتا ہے - یہہ مندر غالباً
 دسویں صدی کا بنا ہوا ہے -



(۱۳) تہ کو اکیس مہیں سے شکر ، سہیلچندر ، راہو ، اور کھنڈو کی مورنہیں
 [راہجو وراثہ عجائب خانہ - اجمہور] صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مند ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ، جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیون سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارہویں صدی میں دیکھا تھا - ہرش کے ایک تلمب پتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن آدتیہ وردھن اور پرہاکر وردھن ، سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے دیونمت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی صورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جانا ہے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوت ہوتے ہیں - (۱)

درجہ دیوتوں کی موتیں

اسی طرح آتھہ دگپالیں اندر ، اڈنی ، یم ، نیرت ، برن ، مرت ، کبیر اور ایش (شہو) کی بھی صورتیں تھیں - یہہ آتھہ سمتوں کے نام ہیں - یہہ صورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آتھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتلجای نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن بتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ، سنکھ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پاننی سوٹر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتلجای کا بھاشیہ -

ہندوؤں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا، گرد، نچھتر، صبح، دوپہر، شام، وغیرہ اوقات مختلفہ، ہتھیاروں، کلمی وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بننا ڈالی گئیں۔ زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیروں میں جنگ و جدل کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔ رقابت، بھی جانی رہی۔ تانب پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے کہ ایک راجہ سچا پا ویشنوتھا تو اس کے لڑکے پکے مائیشوری یا بیگونی نے پیرو ہوتے تھے۔ آخر میں ہندوؤں نے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے۔ سورج، مشن، دیوی، دودر، اور شیو۔ ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچانتن کہلائی ہیں۔ ایسے پنچانتن مندروں میں بھی ملتے ہیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ہے۔ جس دیوتا کا مندر ہوتا ہے اس کی مورتی وسط میں، باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ہوتی ہے۔

ہندو دھرم کے عام ارکان

ہندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ہے۔ ہندوؤں کی مستند مذہبی کتاب وید ہے۔ ہمارے زمانہ متعینہ میں بھی وید پڑھ جاتے تھے۔ پر زیادہ رواج نہ تھا۔ البیرونی لکھتا ہے:-

.. برہمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر
بھی مندروں کو حفظ کر لیتے ہیں اور بہت

تھوڑے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ہیں - برہمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے نہیں، ویشوں اور شودروں کو
نہیں۔“

ویشوں نے بودھہ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ
دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی
نے لکھا ہے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے، یاد کئے جاتے تھے -
اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ہو گیا - (۱)
ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک
رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شراذھ اور ترین کی رسم
عام ہو گئی - یگیوں کا رواج کم ہو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں
کی پوجا بڑھ گئی تھی، جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا
ہے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا
ہے -

مندروں کے ساتھ، مٹھوں کی داغ بیل بھی ڈالی جا چکی
تھی - اس معاملہ میں ہندوؤں نے بودھوں کی نقل دی -
سبھی فرقوں کے سادھو ان مٹھوں میں رہتے تھے - کئی کتبوں
میں مندروں کے ساتھ مٹھوں، باغوں اور نندیرکٹھوں کا بھی
حوالہ ملتا ہے - بہت سے مراسم کا ذکر ریگیدہ، وایکہ، اسمرتی
اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ہے - بودھوں کی
رہہ جانرا کی تقلید بھی ہندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

(۱) جی دی وید کی ہستی آت میڈیویل انڈیا، جلد ۳، صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو - اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں ، جن میں معاصرانہ ریت رسم کا ذکر ہے - پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جیندوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں - برہمنوں کا رواج بھی عام ہو گیا - کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے - برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور جیندوں سے لیا - ایکاشٹمی ، جنم اشٹمی ، دیوشینٹی ، درگا اشٹمی ، رشی پنچمی ، دیو پرہودھنی ، گوری تیہجا ، بسنت پنچمی ، اکشے تیہجا ، وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے - یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رامنومی کا ذکر اس نے نہیں کیا - غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رامنومی کا رواج نہ تھا - اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے - کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے -

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچیتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا - معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دے کر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچیت کے طریقے نکالے گئے تھے - ہمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچیتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا - اچھوتوں کے ساتھ کھانے ، ناصاف پانی پینے ، ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے ، حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے ، اونٹنی کا دودھ پینے ، شودر ، عورت ، گائے ، برہمن اور چہتری کو قتل کرنے ، شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے، بھرنے، سفر کرنے، زبردستی کسی کو غلام بنانے، ملیںچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدہ نہ کرنے، زنا، شراب خواری، گٹومانس کھانے، چوٹی کٹوانے، جلیو کے بغیر کھانا کھانے، وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائیسیپٹوں کا حکم ہے۔ اچھوت ذانوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا۔ اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہ تنگ خیالی بڑھتی گئی۔

کمارل بہت اور شنکراچاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بہت اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے۔ اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی۔ یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں۔ ان کے مت جانے سے ہندو دھرم بھی مت جاتا۔ جس زمانہ میں بودھ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بہت پیدا ہوئے۔ اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے۔ کوئی اسے دکن کا باشندہ مانتا ہے کوئی انر کا۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ اس نے

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم الہی ہے - اس زمانہ کی اہنسا کی لہر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی - وہ بودھہ بھکشوؤں کے ویراگ اور راہبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا ، حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اہنسا اور ویراگ کا رواج تھا - براہمن لوگ بھی قدیم اگنی ہوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رہے تھے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ ہو سکے - اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ ہوئی - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچھ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالپی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا ہوئے - انہوں نے کم سنی ہی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فاسفی اور عالم ہو گئے - بودھوں اور جینیوں کے دھریہ پن کو وہ مٹانا چاہتے تھے ، لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بہت کی طرح بہت سی باتوں میں

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھ نہیں ہو سکتا - انہوں نے فلسفہ اور اہلسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راہبانہ زندگی کو ہی فائق بتلایا - برہم یا یا خدا کی ہستی کو مانتے ہوئے بھی انہوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواک اور ادویت واک کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھ ملتے تھے ، بودھ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انہیں 'کامل بودھ' کا لقب دیا گیا ہے - انہوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر ہم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کر کے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کر کے کرتے رہے - دیگر مذاہب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جاتے تھے - انہوں نے یہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے مضبوط تحریر کی ضرورت ہے - اس لئے ہندوستان کے چاروں اطراف میں انہوں نے ایک ایک مٹھ قائم کیا - خاص مٹھ دکھن میں سرنگیری مقام میں ، پورب میں پری میں ، پیچھم میں دوارکا میں ، اور اُتر میں بدرکاشرم میں ہیں - یہ مٹھ اب تک قائم ہیں - ان کی کوششوں سے بودھ دھرم کو بہت زوال ہوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں ہی ہو گئی ، پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ ہندوؤں نے انہیں جگت
کا اعزاز دیا، ان کی عزت افزائی کی - (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

ہندو خاص دھرموں کی تشہیم کرنے کے بعد اس زمانہ کی
مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ ہوگا -
گرچہ یہ تلقید میں مختلف مذاہب موجود تھے اور انہیں
کبھی کبھی ملاشتے بھی ہو جاتے تھے، لیکن مذہبی تلک
خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - ہندو دھرم کے متعدد
فرقوں میں باہمی اختلاف ہونے کے باوجود اُن میں ایک
یکرنگی، ایک موافقت نظر آتی ہے - برہما، وشنو اور مہیش
میں باہمی مصالحت کا نتیجہ ہی تھا کہ پنچائتن پوجا کا رواج
ہوا - وشنو، شیو، رودر، دیوی، اور سورج، سب ایک ہی
ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا
ہم پہلے کہہ چکے ہیں - اس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت
کا رنگ پیدا ہو گیا - ہر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق
کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیہار راجاؤں
کی مذہبی رواداری کا یہ عالم تھا کہ ایک ویشنو تھا
تو دوسرا پکا شیو، تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براہمن دھرموں میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ، دو بودھہ بھکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندوؤں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - یکے شیو بھکت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور ہندوؤں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ ویشنو ہے تو بیٹا بودھہ ، اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھہ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آ گئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ، بودھوں اور ہندوؤں کے دھرم میں ۲۲ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بھی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تیلوں دھرم رائج تھے لیکن براہمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیوہی تھے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تنقید ادھوری دے گی اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں - اگرچہ محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے پر انہوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی مداخلت ہونے لگی، اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے، جہاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وہاں ہندو راجاؤں کی آزاد روی بھی اس کے پھیلنے کا باعث ہوئی - راشٹرکوت اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانہ کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب، نئی زبان اور نئی تہذیب لائے -

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام، 'برہمنیستھا' تھی (چار برہمنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجروید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی، پر کامیاب نہ ہوئے، اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونساہگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کرچکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا، تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برہمن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انہیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - "دہ دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں"

ان میں سے کتھہ ہم شاعر ہیں، کتھے ہی جوتشی، کتھے ہی فلسفی اور الہیات کے ماہر - یہہ سب راجاؤں کے دربار میں رہتے ہیں۔ (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا ہے کہ براہمنوں کا اسی طرح احترام ہوتا ہے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا، زیادہ تر براہمن ہی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری ہوتے ہیں - (۲)

براہمنوں کا خاص دھرم پڑھنا اور پڑھانا، یگیہ کرنا اور کراسا، دان دینا اور لینا تھا - بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں برن بیوستھا کی ناقدری کے باعث براہمنوں کا وقار کچھ کم ہو گیا تھا - اور یہہ کام ان کے ہاتھ سے نکل گئے تھے - یگیہ وغیرہ نے بند ہو جانے سے بہت سے براہمنوں کی رزی جاتی رہی اور وہ مجبور ہو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بھی ترمیم ہوئی - بودھہ مت میں کھیتی معیوب سمجھی جاتی تھی - اسے گناہ خیال کیا جاتا تھا - اس لئے کتھے ہی ویشوں نے بودھہ ہو کر کھیتی ترک کر دی تھی - یہہ موقع دیکھ کر بہت سے براہمن کھیتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کھیتی کرنے کا مجاز ہے - اس کے علاوہ اس زمانہ کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی - اتنا ہی نہیں،

(۱) ہسٹری آف انڈیا مصنفہ الیٹ جلد اول صفحہ ۶ -

(۲) جی وی وید، ہسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براہمن صنعت و دستکاری، تجارت، اور دوکانداری بھی کرتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے۔ وہ نمک، تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو)، دودھ، شہد، شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے۔ اسی طرح سود کو حرام سمجھ کر براہمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے۔ ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا۔ ان کی غذا بھی دیگر برہمنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی، جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے۔ ان میں روحانیت اور مذہب پرستی کا عنصر غالب تھا۔ اور اپنے کو دیگر برہمنوں سے علیحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رہتے تھے۔ دیگر برہمنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رہا۔ سیاست میں ان کے سانہ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں۔ فی الواقع برہمنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھی برہمن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاہتے تھے کرتے تھے۔ بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی، کسی خاص برہمن کی قید نہ رہی۔ (۱)

براہمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ہم ہندو سماج کو چار برہمنوں اور بعض نہچھی ذاتوں میں منقسم پاتے ہیں۔ اکیارہویں

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں ہی کا ذکر کیا ہے (۱) ، مگر ہمیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بننے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھ لکھا ہے وہ سماج کی حالت کا مشاہدہ کر کے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے ، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براہمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براہمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتہ کے اعتبار سے ہی ہوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے نامب پتر میں بہاردواج گوتہ ، یجرویدی شاخ کے برہمن کا ذکر ہے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامی مقام پر ملا ہے براہمنوں کے ناموں کے ساتھ ساتھ شاخ اور گوتہ کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براہمنوں کی سکونت ہی کا حوالہ ملتا ہے - برائنر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براہمنوں کا ذکر ہے - کونکن کی بارہویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براہمنوں کے نام دئے گئے ہیں جن کے گوتہ تو ہیں ، شاخیں نہیں ، مگر ان میں براہمنوں کے ال بھی دیئے گئے ہیں جو

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارہویں صدی میں ایسے لوگوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ، راؤت ، تھاکر ، پاتھک ، اُپادھیایہ اور پت وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ، پر آل کا رواج بڑھتا جانا تھا - کتبوں میں ہمیں پندت ، دیکشت ، دوی ویدی ، چتر ویدی ، آوستھک ، مانھر ، تری پور ، اکولا ، دیند وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ، مثلاً غذا میں اختلاف ، گوشت خور یا سبزی خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ، خیالات ، اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ، چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براہمن پنچ گوز یا پنچ دروز شاخوں میں نہیں ملقسم ہوئے تھے - یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ء کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارہویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم الشان مندر بنوایا ، جس کی

پر تشہہا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک ہزار براہمن مدعو کئے اور جائیہیں دے کر اُنہیں دھیں رکھ لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - کجرات میں آباد ہونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی دروزوں میں ہونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوزوں میں ہونا چاہئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کی فرائض

براہمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا - ان کے خاص فرائض رعایا پروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا - فرمانروا ، سپہ سالار ، فوجی مصلبدار ، وغیرہ یہی ہوتے تھے - براہمنوں کے ساتھ میل جول دھنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا - بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم ہو گزرے ہیں - ہرش وردھن ادبیات کا ماہر تھا - پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے کُنک کہتے تھے - راجہ بھوج کا تبتدر مشہور ہے - اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں - چدران وگردراج چہارم کا لکھا ہوا ہرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا ہوا موجود ہے - اسی طرح اور بھی کتنے ہی راجاؤں کی تصانیف ملتی ہیں - برن کے نظام کے درہم برہم ہو جانے اور اکثر چھتریوں کے

پاس زمین نہ رہنے کے باعث بیکار ہو گئے اور انہوں نے بھی براہمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ہو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے - دوسرے وہ جو کھیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے - ابن خردادار نے ہندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ہیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے - (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے - المسعودی لکھتا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ہو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رہتا (۲) - ہیونسانگ کے زمانہ میں چھتری بھی براہمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے - وہ لکھتا ہے ”براہمن اور چھتری دونوں نیک اطوار ، نمود و نمائش سے دور رہنے والے ، سادہ زندگی بسر کرنے والے ، کفایت شعار اور بے لوث ہوتے ہیں“ -

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے ، مہابھارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چھتریوں کا ذکر آتا ہے ، اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بوہتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ ہے - اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ہوئی تھی -

(۱) سی وی رید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ، ج ۲ ص ۱۷۹ د ۱۸۰ -

(۲) الیٹ کی تاریخ ہندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان ' یگیہ ' تحصیل بیوپار ' علم ' لین دین اور زراعت - بودھ زمانہ میں برن کا نظام درہم برہم ہو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے ' بودھوں اور جینوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے ' جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں - اس لئے ویشوں نے سانبوں صدی کے آغاز میں ہی زراعت کو حقیر سمجھ کر چھوڑ دیا تھا - ہوینسانگ لکھتا ہے کہ تیسرا برن ویشوں کا ہے جو خرید و فروخت کر کے نفع اُٹھاتا ہے - چوتھا برن شودروں یا کشتکاروں کا ہے (۱) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاہی مذاصب پر مامور ہونے ' سپہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک ہونے کی کتنی ہی مثالیں موجود ہیں - ہمارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی تفویق شروع ہوئی ' کبتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا ' یہہ لوگ اچھوت نہ تھے - براہمنوں ' ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مہایگیہ کرنے کا مجاز تھا - پتلیجاسی کے مہابھاشیہ اور اس کے منسر کیت کی تفسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

تصدیق ہوتی ہے (۱) - رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ، اس کا خاص سبب تھا کہ ہندو سماج میں بہت سے کام مثلاً 'زراعت' ، 'دستکاری' ، 'کاریگری وغیرہ' کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور پیشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ، اس لئے ہاتھ کے سب کام شودروں نے لے لئے - شودر ہی کسان ، لوہار ، معمار ، رنگریز ، دھوبی ، جولاہے ، کمہار وغیرہ ہونے لگے - ہمارے زمانہ زیر بحث میں ہی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں - کسان تو شودر ہی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم ہو گئے - ہوینساگ لکھتا ہے بہت سے ایسے فرقے ہیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے - البیرونی لکھتا ہے شودروں کے بعد استتجوں کا درجہ آتا ہے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ہیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے - یہہ لوگ آتھہ طبقتوں میں منقسم ہیں : دھوبی ، چمار ، مداری ، ٹوکری اور ڈھال بنانے والے ، ملاح ، دھیور ، جنگلی پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ، اور جولاہے - چاروں برن والے ان کے ساتھ نہیں کھاتے - شہروں اور

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ - ۳ - ۱۰ اس سوتر کی تفسیر پتہنجلی نے

یوں کی ہے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعنی جو شودر یکساں کرنے کے معجز ہوں وہ ذات باہر نہ سمجھے جائیں - اس کی تفسیر کرتے ہوئے کیت نے لکھا ہے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवैतरेस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ دھتے ہیں (۱) -
جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث
ان کی مذہبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

نایستھ

ان برنوں کے علاوہ ہندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے
بھی تھے - براہمن یا چھتری جو مختصری یا اہلکاری کرتے
تھے کایستھ کہلاتے تھے - پہلے کایستھوں کی کوئی علیحدہ
تقسیم نہ تھی - کایستھ اہلکار ہی کا مترادف ہے ، جیسا
کہ آٹھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے جو کوتہ
کے پاس کن سوا میں ہے - یہہ لوگ شاہی مناصب پر بھی مامور
ہوتے تھے ، کیونکہ دفتروں میں ملازم ہونے کے باعث انہیں سلطنت کی
پوشیدہ باتیں معلوم دھتی تھیں - سیاسی سازشوں اور ملکی
ریشہ دوانیوں میں انہیں کافی مہارت تھی اسی لئے یاگودہ و لکیہ
میں ان کے ہاتھوں سے رعایا کو بچائے دھنے کی خاص طور پر
تاکید کی گئی ہے - زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی
طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براہمن
چھتری ریشہ سبھی ملے ہوئے ہیں - سورج دھج کایستھ
اپنے کو شاک ادویپی براہمن بتلاتے ہیں اور والیہہ کایستھ
چھتری ذات کے ہیں ، جیسا کہ سوڈھل کی تصنیف
”اودے سندری کتھا“ سے واضح ہے -

انتہی

ہندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں، چاندال اور مری تپ۔ چاندال شہر کے باہر رہتے تھے۔ شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے دانے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے۔ مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کنن لپتے تھے۔

برہمنوں کا باہمی تعلق

ہندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باہمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ان برہمنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بڑی ہوتی تھیں۔ اپنے برہمن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا۔ دوسرے برہمنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا، نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا۔ براہمن مرد چھتری، ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا۔ یاگیہولکیہ نے براہمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر ہمارے زمانہ زیر بحث تک یہ رواج قائم تھا۔ بان نے شودر عورت سے پیدا براہمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح مقدور کے پوتہاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براہمن ہرش چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ براہمن شاعر راج شیکھر نے بھی چوہان لڑکی اونتی سندری

سے شادي کي تھی - دکھن ميں بهي چھتری لڑکيوں سے براھمنوں کي شادي ھونے کي نظيريں ملتي ھيں - کلوآرا گاؤں کي قريب کي ايک بودھ گپھا کي ايک کتبہ ميں بلور بنسي براھمن سوم کي براھمن اور چھتری لڑکيوں سے شادي کرنے کا ذکر ھے (۱) - چھتری ویش اور شودر کي لڑکي سے شادي کر سکتا تھا ليکن براھمن کي لڑکي سے نہيں - دندکي کي تصليف ددش کمارچرت ۴ سے پايا جاتا ھے کہ پاٹلی پتر (قديم پتلمہ) کي وےشرون کي لڑکي ساگر دتا کي شادي کوسل کي راجہ کسمدھنوا سے ھوئي تھی (۲) - ايسی اور بهي کتنی مثالیں ملتي ھيں - اسی طرح ویش شودر کي لڑکي سے شادي کر سکتا تھا - حاصل کلام يہہ کہ ھمارے زمانہ زيربحث ميں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکي نيچے بنس کي) کا رواج تھا - پرتي لوم وواہ (لڑکي اونچے برن کي لڑکا نيچے برن کا) کا نہيں - يہہ تعلقات اُن شودروں کي ساتھ نہ ھوتے تھے جنھيں پنچيگيہ کرنے کا مستحاج نہ تھا - زمانہ قديم ميں باپ کي برن سے بيتے کا برن مانا جاتا تھا - براھمن کا لڑکا خواہ کسی برن کي لڑکي سے پيدا ھو براھمن ھي سمجھا جاتا تھا ، جيسا کہ رشی پراشر کي بيتے ويد وياس جو دھيوري کي بطن سے پيدا ھوئے تھے ، يا رشی جمدگني کي بيتے پرشورام جو چھتری لڑکي ديلوگا سے پيدا ھوئے تھے ، براھمن کہلائے -

(۱) ناگري پرچارني پترکا حصہ ۶ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) ددش کمار چرت - وسرت کتھا -

پیچھے سے بہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا
چھتری ہی مانا جانے لگا ، جیسا کہ شکھہ اور اُشنس وغیرہ
اسمورتیوں سے پایا جاتا ہے - (۱)

باہمی شادیوں کا رواج روز بروز کم ہوتا گیا اور بعد ازاں
اپنے بزنوں تک رہ گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ
رجسٹران یہاں تک بڑھا کہ شادی کا دائرہ اپنی ذات تک ہی
محدود ہو گیا - (۲)

چھت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج
نہ تھا اور ایک بزن والے دوسرے بزن والوں کا ساتھ
کھانے پینے میں پرہیز نہ کرتے تھے - براہمن اور سب بزنوں کے
ہاتھ کا کھانا کھاتے تھے ، جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک
شلوک سے معلوم ہوتا ہے (۳) - موجودہ چھوت چھات ہمارے زمانہ
کے آخری حصہ میں بھی پیدا نہ ہوا تھا - البرونی لکھتا ہے
کہ چاروں بزنوں کے لوگ ایک ساتھ رہتے تھے اور ایک دوسرے
کے ہاتھ کا کھاتے بیتے ہیں - (۴) ممکن ہے کہ یہہ قول صرف
شمالی ہندوستان سے متعلق ہو کیونکہ دکھن میں سبزی خوروں

(۱) راجپوتانہ نا اٹیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸ -

(۲) سی وی وین کی ہسٹری آف میڈیل انڈیا ، جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ،

جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتی - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البرونی کا ہندوستان ، جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوردوں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ
مذاہرت رفتہ رفتہ سبھی بڑوں میں بڑھتی گئی -

ہندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

ہندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان
نہیں دیا، دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی -
سلفاء اگر برہمنچریہ، بان پرستہ وغیرہ آشرموں میں نفس
کشی پر زیادہ زور دیتے تھے، تو گرہستہاشرم میں دنیاوی
مسرتوں کا لطاف بھی اُتھاتے تھے - اہل ثروت بڑے بڑے
عالی شان محکموں میں رہتے تھے - کھانے، پینے، سونے،
بیٹھنے، مہمانوں کی ملاقات، گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ
کمرے ہوتے تھے - کمروں میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے معقول
انتظام رہتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے
وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے ہوا کرتے تھے جہاں لوگ ہزاروں کی
تعداد میں جاتے تھے - ہرش کے زمانہ میں ہر پانچویں
سال عظیم الشان مذہبی جلسے ہوا کرتے تھے جن میں ہرش
فترا کو دان دیا کرتا تھا - ہیوں سانگ نے اس کا ذکر اپنے
سنہنامے میں کیا ہے - ان کے علاوہ ہر تقریب پر خاص
خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذہبی جلسے محض
دلچسپی کے لئے نہ ہوتے تھے، بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی
بہت اہم ہوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے
اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج
آج بھی قائم ہے - ان میلوں میں بہت دھوم دھام ہوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا کہ رتناوالی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے - ہندوؤں میں تہواروں کی کثرت ہے اور وہ لوگ انہیں بڑے حوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ہندوؤں کی معاشرتی زندگی میں خاص حصہ تھا - ہوا کی تقریب میں پچکاری سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تھا ، جیسا کہ ہرش نے رتناوالی میں لکھا ہے (۱) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا ذکر بھی ملتا ہے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا کرتے تھے - ناٹک ، رقاصی ، موسیقی ، اور تصویرنگاری میں کہاں تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جائے گی - کبھی کبھی باغوں میں بڑی بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تفریح کے لئے مرغون ، تیتروں ، بھینسوں اور مینڈھوں کی لڑائیاں بھی ہوتی تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ، سواری کے لئے گھوڑوں ، رتھوں ، پالکیوں اور ہاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی کافی رواج تھا جس میں کشتیاں کلم میں لائی جاتی تھیں - اس میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - عورت مرد مل کر

धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः ।

(۱)

सयः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षपां प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ہرش مصنفہ رادھا کوم مکرچی صفحہ ۱۷۵ - ۷۶ -

جھولا بھی جھولتے تھے - دول کا میلہ بارش کے دنوں میں
 ہوا کرتا تھا - یہہ رواج آج بھی سارے ہندوستان میں قائم
 ہیں - ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ، چوپڑ وغیرہ بھی
 کھیلے جاتے تھے - جوئے کا بہت رواج تھا ، پر اُس پر سرکاری نگرانی
 دھتی تھی - قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ، جیسا کے
 کتبوں سے پایا جاتا ہے (۱) - چھتری شکار خوب کھیلتے تھے - راجے
 اور راجکمار ساز و سامان کے ساتھ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے -
 شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا - شکاری کتے بھی
 ساتھ دھتے تھے -

پوشاک

بعض علما کا خیال ہے کہ ہرش کے زمانہ تک ہندوستان
 میں سینے کا فن نہ پیدا ہوا تھا (۲) - وہ اس دعویٰ کی دلیل
 میں ہیونسنانگ کا ایک قول پیش کرتے ہیں (۳) ، لیکن ان کا
 یہہ خیال باطل ہے - ہندوستان میں گرم ، معتدل ، سرد
 سبھی طرح کے خطے موجود ہیں - یہاں نہایت قدیم
 زمانہ سے ہر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے -
 ویدوں اور براہمن گرنٹھوں میں سوئی کا نام 'سوچی' یا
 'بیشی' ملتا ہے - تیتیریہ براہمن تین قسم کی سویوں کا حوالہ دیتا

(۱) وکرمی سبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ء) کے اودے پر کے قریب کے سارنیشور

میں لگے ہوئے کتبے سے -

(۲) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واٹرس آن ہیونسنانگ جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ -

ہ : لوہے ، چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قیلنچی رو بہوچ کہا ہے (۲) - ششرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ہے - ریشمی چنے کو تارپیہ (۳) اور اونسی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ہوا کپڑا ہوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ہے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ہی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلائی کا ذکر ویدک زمانہ میں بھی ملتا ہے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ہمارا ملشا صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ہمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریہ یا سازی تھی جو آدھی پھٹی اور آدھی اوزھی جاتی تھی - باہر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوزھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت اہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۱) - مٹھرا کے کٹکالی

(۱) تیتریلا براہمن ۳ - ۹ - ۶ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱۶ -

(۳) اتھرو وید ۱۸ - ۲ - ۳۱ -

(۴) جیمینیا اُپنشد براہمن ۱ - ۳۸ - ۲ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶ -

تیلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں منقوش ہیں۔ رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھ ہوئے ہے (۱)۔ اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چھایوں اور تین چھایوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے۔ تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے ہی ہیں۔ دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچنے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں۔ عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں، جیسا کہ اجنٹا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے۔ اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ہے (۳)۔ دکھن کے لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے۔ دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے۔ دھوتیوں میں خوش رنگ کمداری بھی ہوتی تھی۔ ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے۔ کشمیر کی طرف کے لوگ کھچنی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴)۔ ان لباسوں میں رنگینی، خوبصورتی اور صنائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا۔ شیونسنگ نے روئی، ریشم اور اون کے

(۱) اسمتھ کی مٹھرا اینٹی کوریٹیز، پلیٹ ۱۴۔

(۲) ایضاً۔ پلیٹ ۸۵۔

(۳) اسمتھ انسٹوریٹ ہسٹری آف انڈیا ۱۵۶۔

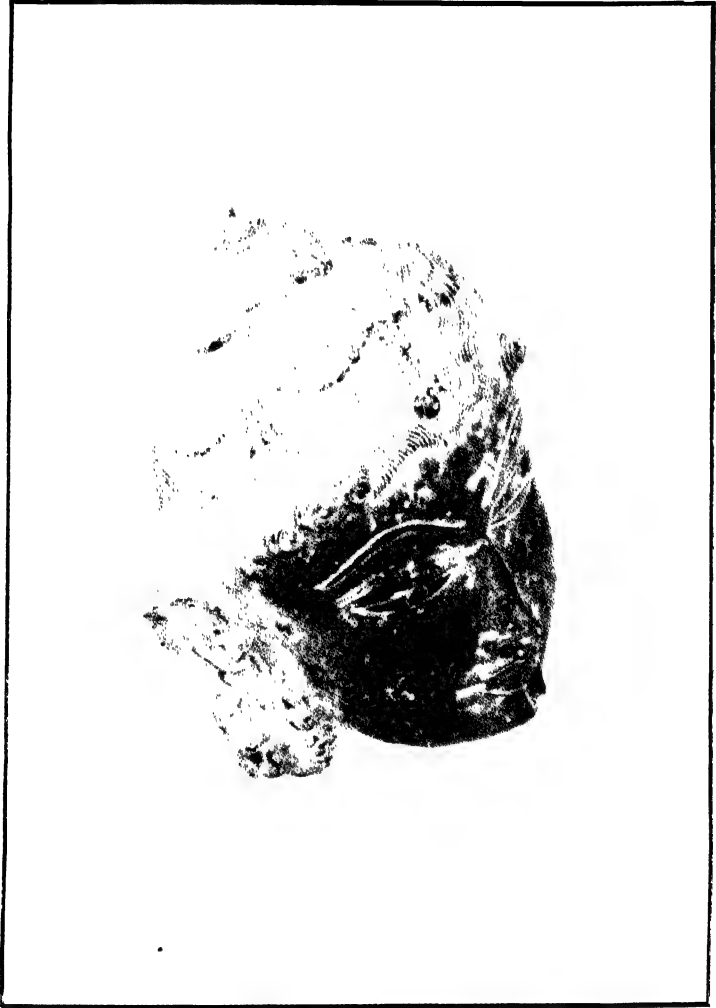
(۴) رادھا کد مکرجی، ہرش، ۱۷۰، ۱۷۷۔



(۱۴) چھینٹ کی انکیا پہلی ہوئی عورت کی تصویر

[اجملتا کے غار سے]

صفحہ ۶۴



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]



صفحہ ۴

(۱۲) صورت نے سر مہدی بہاؤ فی سہوار
[راجدھو تانہ عجبائیس خانہ - اجمہر]

کتواتے تھے - چھتری لمبی ڈازھی رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ہے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ہی گھٹنوں کے شوقین تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گھنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ہار ، انگوٹھیاں ، کڑے ، اور مالائیں ان کے زیور ہیں - سونے چاندی کے جواڑ بازوبند ، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈال وغیرہ کتنے ہی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروٹی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ہیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگر والے زیور پہنے جاتے تھے - ہاتھوں میں کڑے اور سنکھ یا ہانھی دانٹ کی مرصع چوریاں ، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند ، گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ہار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستان کہیں کپلے ، کہیں پٹی سے بلدھے ہوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چاندالوں کی عورتیں پیروں میں جواہر نگار گھنے پہن سکتی تھیں (۱) - ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ہے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے ہوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاہی درباروں یا علما کی صحبتوں میں ہوتی تھیں - بان بہت اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھ ذکر کرتا ہے ، مثلاً برجستہ شعر گوئی ، قصہ گوئی ، تاریخ اور پران کا سماع ، موسیقی ، پہیلیاں ، چوہدے ، وغیرہ -

نذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے - ہندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند ہیں ، کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے ہیں ، جھوٹا کھانا کسی کو نہیں دئے جاتے ، کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ، چاندی ،

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ہیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ہے حالانکہ اب اس کی جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ہے -

ہندوستان کی غذا عموماً گیہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھ ، گھی ، گڑ اور شکر تھی - الادریسی انہل وارے کے بیان میں لکھتا ہے : وہاں کے لوگ ، چاول ، مٹر ، پھلیاں ، اُرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ہوں کھاتے ہیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ہلاک نہیں کرتے ، (۲) - مہاتما بدھ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جہن اور بودھ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ہوتا گیا - ہندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھ ہندو ہوئے تو اہلسا اور سبزی خوری کو اپنے ساتھ لائے - ہندو دھرم میں گوشت خوری گناہ سمجھی جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ہو گئی تھی - مسعودی لکھتا ہے کہ براہمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھی براہمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ہے ، لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براہمن گنہگار ہو جاتا ہے - رفتہ رفتہ گوشت خوری کا

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سی ری وید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براہمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور رئیس بھی گوشت کھاتے تھے - ہرن ، بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ہے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انہیں پریشدھت کرنا پڑتا تھا - شمالی ہندوستان کے مقابلہ میں دکن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چندال ہر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ، اس لئے وہ سب سے دور دھتے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دویجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب پیچنے کی بھی ممانعت تھی - براہمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ہے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ہے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی الواقع راجہ نہیں ہے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے دھتے ہیں ، تو جو راجہ خود متوالا ہو ، بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ہے (۱) - واتسیائن کے کام سوتر سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہانہ کا کھانے کی
ممانعت نہ تھی - چھوٹ چھات کا خیال ویشنو دھرم کے سانہ
پیچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ بالا حالات سے ہماری مراد یہ ہرگز نہیں کہ
ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے -
ان کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی
ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں - پینچ مہایگیہ
ہر ایک گڑھستھ کے لئے لازمی تھا ، مہمان نوازی تو فرض
سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی
بودھ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ
بہت کم ہوتے تھے - مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے سانہ
یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ، ہمارے زمانہ زیر بحث میں
بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج
بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج ہمارے
زمانہ زیر تفتید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور
یاگیہ و لکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے -
یاگیہ و لکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس و گیانیشر نے (بارہویں صدی)
پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ زاد (گھر کی لونڈی
سے پیدا) ، کریت (خرید گیا) ، لبدھ (دان میں ملا ہوا) ، دایا دو
پاگت (خاندانی) ، انکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا ہوا) ،

آہٹ (روپیہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا) ، دین داس (قرض کی علت میں رکھا ہوا) ، یدھہ پراپت (لڑائی میں پکڑا ہوا) ، پلیجٹ (جوے وغیرہ میں جیتا ہوا) ، پربرجیا وست (سادھو ہونے کے بعد بگڑ کر بنا ہوا) ، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا ہوا) ، بڑا اہریت (گھر کی لونڈی کے فراق میں آیا ہوا) ، اور آتم بکریعا (اپنے آپ کو بیچنے والا) - غلام جو کچھ کھانا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق ہوتا تھا - کچھ لوگ غلاموں کو چوری کر کے انہیں بیچ ڈالتے تھے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر قابلِ نفرت اور شرمناک نہ تھی - یہہ غلام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رہتے تھے - تھوہار اور تقریبوں میں غلاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی - جو غلام تلدھی سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھ رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے ہوئے تھے - یاگیہ ولکھہ اسمتہری میں لکھا ہے کہ زبردستی غلام بنائے ہوئے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نہ کر دے تو راجہ انہیں آزاد کرا دے - کوئی سانحہ پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صلہ میں غلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) - نارد اسمتہری میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ آقا کی جان بچانے والے غلام کو

اولاد کی طرح جائیداد میں ورثہ بھی دیا جائے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وہ قرض ادا کر دیئے پر آزاد ہو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گناہیں دے کر، آہٹ غلام روپئے دے کر، لڑائی میں پکڑے ہوئے اپنے کو خود بھیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جھٹتے ہوئے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دے کر یا عوض دے کر آزاد ہو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آدا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اٹھانا اور اُسے تور کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا د اب تو میرا غلام نہیں ہے، - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ہی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توہمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ہونے کے باوجود عوام میں توہمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - آنہرو وید میں تسخیر، تالیف، تخویف وغیرہ کا ذکر موجود ہے - راجہ کے پروہت آنہرو وید کے عالم ہوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو تونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں ان توہمات کا بہت زور تھا - بان نے پرہاکروردھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا ہے (۱) - کادمیری میں بھی بان نے لکھا ہے کہ ولسوتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی، گندے باندھتی تھی، گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی، بھونوں کو خوش کرتی تھی اور دمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھ کے حلقے بنانے، گوروچن سے بھوج پتر پر لکھے ہوئے منتروں کے جلتے باندھنے، چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسیئے، سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا ہے (۲) - بھوبوتی نے مالتی مادھو میں لکھا ہے کہ اگھورگھنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - ”دگو توہو“ میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر ہے - ان اسباب سے ظاہر ہوتا ہے

(۱) بان کا ہرش چرت صفحہ ۱۵۴ -

(۲) کادمیری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

کہ ہمارے زمانہ متعینہ تک ہندوستان میں توہمات کا خا۔ زور تھا - لوگ بھوت ، پریت ، ڈانکنی ، شاکنی ، وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوی کے سورتھو تسو ، نامی کاویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ لوگ جادو مندروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو مندروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دیئے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھی -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ ہوگا - زمانہ قدیم سے ہی ہندوستانیوں کے اطوار بہت ہی پسندیدہ اور نیک رہے ہیں - میگاستھینز نے لکھا ہے کہ وہ لوگ سیچ بولتے تھے ، چوری نہیں کرتے تھے ، اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جوان مردی میں ایشیا میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ، انہیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھی نہ ہوتی تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں ہی نہیں تھی - ہمارے زمانہ کے سپاہوں نے بھی ان کے خوش کردار ہونے کی خوب تعریف کی ہے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور ہیں - وہ کسی کا مال غصب

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں ، حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ہے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام ہیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے ہیں جس سے ان کا ملک خوش حال ہوتا جاتا ہے - (۱) تیرہویں صدی کا شمس الدین ابو عبد اللہ بدیع الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہندوستان کی آبادی بہت گھٹی ہے ، وہاں کے لوگ دھوکے اور بدنیتی سے نفرت کرتے ہیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرہویں صدی) نے لکھا ہے کہ براہمن اچھے تاجر اور حق پرور ہیں - وہ گوشت منچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے ہیں - وہ طویل العمر ہوتے ہیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرزا شرمذاک سمجھتے تھے ، شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا دھتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ، پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں قوب

(۱) الیت ، جلد ۱ صفحہ ۸۸ -

(۲) میکس مولر ، انڈیا - صفحہ ۲۷۵ -

(۳) مارکو پولو ، جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ کتک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظائریں ملتی ہیں۔ بعض اوقات براہمن بھی ضعیف ہو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے۔ سکندر کے زمانہ میں ایک براہمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ہے۔ مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ہے۔ (۱)

ہندوستانی نہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جانی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ہو۔ زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے انہیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا۔ گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ یگیہ وغیرہ رسوم میں شوہر کے ساتھ بیٹھنا لازمی تھا۔ راماین اور مہابھارت میں ہی نہیں ان کے بعد کے ناتکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ہے۔ ہمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا۔ بھوبھوتی اور نارائن بہت کے ناتکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا۔

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا۔ بان بہت

نے لکھا ہے کہ راج شری کو بودھ اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمترا کا تقرر ہوا تھا - بہت سی عورتیں بودھ بھکشو بھی ہوتی تھیں جو یقیناً بودھ عقائد سے کما حقہ واقف ہوتی ہوں گی - شنکرا چاریہ کے ساتھ شاسترا رتھ کرنے والے ملتان مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور ہے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یکانہ روزگار تھی - راج شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے کا اظہار کرتے ہوئے جہاں اور علما کی راہوں کا حوالہ دیا ہے وہاں تین مقامات پر اس نے اونتی سندری کی رائے کا بھی حوالہ دیا ہے - اونتی سندری نے پراکرت میں مستعمل ہونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ہی تصنیف سے پیش کی تھی - ہیم چندر نے اپنی دیسی نام مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے ہیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر اپنے خیالات یوں ظاہر کرتا ہے - وہ مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعرہ ہوں - ملکہ تو روح میں ہوتا ہے ، وہ مرد یا عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں ، ارباب نشاط ، پلندتوں کی بیویاں شاستروں کی ماہر اور شاعرہ دیکھی جاتی ہیں (۱) - ہمارے زمانہ میں

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں - ان میں سے کچھ کے نام یہہ ہیں - 'اندو لیکھا'، 'مارولا'، 'موریکا'، 'وچکا'، 'شیلا'، 'سبھدرا'، 'پدم سری'، 'مدالسا اور لکشمی' - اتنا ہی نہیں، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دی جاتی تھی - بھاسکر اچاریہ (بارہویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی -! فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا، ناچنا وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ہے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں -

پرہ:

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ہیونسنانگ لکھتا ہے کہ جس وقت ہون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ہرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبری میں لکھا ہے کہ بلاسوتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پتھاریوں اور براہمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاگڑ مہا بھارت کی کتھا سنتی تھی -

راج سری ہونسنانگ سے خود ملی تھی - اُس زمانہ کے
 ناتکوں میں بھی پردہ کا کوئی ذکر نہیں ہے - سیاح ابوزید
 نے لکھا ہے کہ مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے
 آتی تھیں ، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں
 کے ساتھ عورتیں بھی جاتی تھیں - کام سوتر میں اس کا
 ذکر کیا گیا ہے - عورتیں فوجی ملازمت بھی کرتی تھیں ،
 اور راجاؤں کے ساتھ دربار ، ہوا خوری ، لڑائی وغیرہ میں
 شریک ہوتی تھیں - وہ مسلم ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتی
 تھیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے
 گرفتار کئے جانے کا ذکر بھی آیا ہے - دکھن کے پچھمی
 سولنکی وکرما دتیہ کی بہن اکا دیوی طبعاً دایر واقع ہوئی
 تھی - اور فن سیاست میں اننی ماهر تھی کہ چار صوبوں پر
 حکومت کرتی تھی - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے
 (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعہ کا محاصرہ بھی کیا تھا -
 اسی طرح اور بھی ایسی مثالیں دی جا سکتی ہیں
 جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا چلن
 نہ تھا - اتنا البتہ تحقیق ہے کہ راجاؤں کے محلوں میں
 ہر خاص و عام کو جانے کی اجازت نہ تھی - مسلمانوں
 کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع ہوا - شمالی ہندوستان
 میں مسلمانوں کا زور زیادہ تھا - اس لئے وہاں اونچے
 خاندانوں میں گھونگٹ اور پردہ دونوں ہی کا رواج زور
 پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نہ ہوا
 وہاں پردہ یا گھونگٹ کا رواج بھی نہ چلا - آج بھی

راجپوتانہ سے دکھن سارے ہندوستان میں کہیں پردہ نہیں
ہے اور کہیں ہے بھئی تو برائے نام -

شادی

منو اسمرتی میں ، جو ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے
بن چکی تھی آٹھ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براہم ،
دیو ، آرش ، راجاپتہ ، آسر ، گاندھرو ، راکشس اور پشاج -
بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں
کا رواج رہا ہو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا -
یا گپہ ولکپہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار
قسموں کو ہی مرجع کہا ہے - وشنو اور شنکھ اسمرتیوں
میں پہلی چار قسموں کو ہی جائز کہا ہے - ہاریت اسمرتی
میں تو صرف براہم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود
نہی - راجہ ، سردار اور اہل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے
تھے - ایک کتبہ میں کاجپوری راجہ گانگے دیو کے مر جانے
پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستمی ہونے کا ذکر ملتا
ہے - اس زمانہ تک کمسنی کی شادیوں کا رواج نہ تھا -
کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے -
شکنتلا اس وقت بالغ ہو گئی تھی - گریہیہ سوتروں میں
شادی کے کچھ دنوں بعد گریہادھان کرنے کا ذکر ہے - اس
سے صاف ظاہر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتی تھیں - منو اسمرتی
میں لڑکی کی عمر ۱۶ بتلائی ہے - راج سری کی عمر
شادی کے وقت ۱۴ سال تھی - کاسمیری سے معلوم ہوتا ہے

کہ مہاشویتا اور کادمیری دونوں کی عمر شادی کے قابل تھی - ہاں ہمارے دور متعہ کے آخری حصہ میں کمسنی کی شادیوں کا آغاز ہو چلا تھا - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا - بدھوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تھا، لیکن متروک بھی نہ ہوا تھا - یاگیہ و لکیہ اسمرتی میں بدھوا بواہ کا ذکر موجود ہے - وشنو نے یہاں تک لکھا ہے کہ باکرہ بدھوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا ہو وہ جائداد کا وارث بھی ہے - پراشر تک نے لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا ہو یا سادھو بن گیا ہو، لا پتہ ہو گیا ہو، ذات سے خارج ہو گیا ہو، یا قوت مردی سے محروم ہو گیا ہو تو وہ دوسری شادی کر سکتی ہے - مشہور جین منتری وستوپال تیمچ پال کا بیوہ سے پیدا ہونا مشہور ہے - یہہ راج رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا اور آخری دونجوں (جنیو پھنڈے والوں) میں بالکل غائب ہو گیا - البیرونی لکھتا ہے کہ عورت بیوہ ہو جانے پر شادی نہیں کر سکتی - بدھواؤں کے پھنارے اور وضع و قطع بھی عام عورتوں سے جدا ہوتے تھے - بان نے راج شری کے بیوہ ہو جانے پر اس کا ذکر کیا ہے - آج بھی اونچی ذاتوں میں بدھوا بواہ کا رواج نہیں، مگر نیچی ذاتوں میں عام ہے -

رسم ستی

ستی کا رواج ہمارے زمانہ کے کچھ پہلے شروع ہو گیا تھا - اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

دراج بڑھتا گیا - ہرش کی ماں خود سستی ہو گئی تھی - ہرش چرت میں اس کا ذکر موجود ہے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ' پر ہرش نے اسے روک لیا - ہرش کی تصنیف 'د پریدہ درشہنا' میں وندھیہ کیتو کی عورت کے سستی ہونے کا ذکر آیا ہے - اس کے پہلے چھتویں صدی کے ایک نکتہ سے بہانہ گہت کے سپہ سالار کوپ راج کی بیوی کے سستی ہونے کی نظیر موجود ہے - البیرونی لکھتا ہے 'د بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ہیں ' یا سستی ہو جاتی ہیں - راجاؤں کی عورتیں ' اگر بوڑھی نہ ہوں تو سستی ہو جاتی ہیں ' (۱) - سبھی بیواؤں کے لئے سستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا -

ان راجوں نے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - ان کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - وید ویاس نے مذہب اسمرتی میں ان کے معمولات کا جو ذکر کیا ہے وہ پڑھنے لائق ہے - اُس کا لبالباب یہ ہے - عورت شوہر سے پہلے اُٹھ کر کھڑی صاف کرے ' اسنان کرے اور کھانا پڈائے ' شوہر کو کھلا کر پوجا کرے - تب خود کھائے - باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی کھڑی جھارو

اور چوکا لگا کر کھانا پٹاؤے اور خاوند کو کھلاوے - ملو اسمرتی میں لکھا ہے کہ جس کھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ہے وہاں دیوتا رہتے ہیں - اسی میں لکھا ہے -

اچارج اپادھیایے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابلِ تعظیم ہے - ایکس ماں باپ سے ہزار گنی قابلِ تعظیم ہے - عورتوں کی قانونی حیثیت بی بی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق ہم تنصیل سے آیلدہ لکھیں گے -

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ، پرمغز اور بلند پایہ تھا - علمائے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ، صرف و نحو ، آیوروید ، نجوم ، ریاضیات ، نظریات ، صنعت و حرفت ، سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب وار ان شعبوں کی ترقيوں کا دچھہ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ، ناطک ، ناول ، قصے ، کہانیاں ، علم عروض وغیرہ مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس نے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتب ، نامہ پنر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بھاشا عوام کی زبان تھی - یہی بول چال کی زبان تھی - اس کا ادب بھی بہت ترقی کر چکا تھا -

(۳) جنوبی ہند میں اگرچہ علما میں سنسکرت کا رواج تھا ، مگر وہاں بول چال کی زبان دراوڑی تھی جس میں شامل ، تلگو ، ملیالم ، کنڑی وغیرہ زبانیں شامل تھیں - ہمارے زمانہ میں ان زبانوں کا ادب بھی ترقی کے شاہراہ میں گامزن ہوا - اب ہم سلسلہ وار ان تینوں بھاشوں کی ادبیات پر غور کرتے ہیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے ہمارا دور مخصوص ترقی کر چکا تھا - ہمارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون ہو چکا تھا ، لیکن اس زمانہ میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رہی - ہم اس زمانہ میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہ ہے کہ عیسوی کی قبل چھٹیویں صدی میں پانڈی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ پانڈی کے اصولوں سے منحرف ہو ، کیونکہ پانڈی کو لوگ مہرشی سمجھتے تھے ، اور سب کو ان سے عقیدت تھی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تھا - یہ حالت زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے - جبھی تو پٹنجلی نے بھی پانڈی کے سوتروں میں بعض

موقعوں پر غلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانڈی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے۔ اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی۔ اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا۔ سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی۔ یہ نشوونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں۔ اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی۔ خدایہ سنسن کالی داس، بھاس، اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالا مال کر چکے تھے۔ رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی۔ سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا۔ ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر، ناٹک، اپنیاس، کتبائیں، وغیرہ تصنیف ہوئیں۔

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے۔ خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے۔ پتھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رہی ہیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف راماین اور مہابھارت کے واقعات سے ہی ماخوذ ہیں - ہم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں ہم سلسلہ کے بعض ادبی جواہر ریزوں کا ذکر کرتے ہیں -

کراتارجن - اس کا مصنف بہاروی ساتویں صدی میں ہوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے ہے - یہ مثلاً صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں، سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی ہے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف ہے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کیے ہیں - ایک شلوک میں تو 'ن' کے سوا اور کوئی حرف ہی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک 'ن' ہے (۱) -

امروشتک بھی ایک لائانی شاعرانہ تصنیف ہے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا ہے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج، فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدِ طولی رکھتا ہے -

بھٹی کاریہ - اسی بھٹی نے جو واپھی راجہ دھوسین کا وظیفہ خوار تھا، ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نقد کے

ن نوننننن نونننن نانا ن:ناننا نل ۱

نونننننن نونننن نونننن نوننننننن ۲

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ہے - اس کے ساتھ ہی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ہے -

شوہیال بدھ - اس میں نیشن کے ہاتھوں شوہیال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا مصنف ماگھہ سائویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھ تشبیہات و لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ہے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ہے -

دہ کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ہے - بھاری لطافت معنوی میں یکتا - دندنی محاسن شاعری میں فرد لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ہے -

نلاوادی - اس میں نل دھینتی کا قصہ نظم کیا گیا ہے - اس کا شعر بیان اور تلوخ بصر خاص طور پر قابل ذکر ہے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ہے - قافیہ صرف آخر میں نہیں - وسط میں التزاماً لائے گئے ہیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ہے -

راگھو پاندوی - اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ء) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھ ساتھ نظم کئے گئے ہیں - ہر ایک شلوک کے دو معنی ہوتے ہیں - ایک راماین کی کہتا کا مظہر ہے ، دوسرا مہابھارت کی کہتا کا - اس طرز کے اور بھی گویہ موجود ہیں -

پارہواہیہودے — یہ کتاب جین آچارج جن سہن نے
دہن کے راشٹرکوت راجہ اموگھہ برش (نویں صدی) کے
زمانہ میں لکھی — اس کی خوبی یہ ہے کہ پارس ناتھ
نے حالات نے ساتھ دہیں آخری بند کہیں پہلا اور چوتھا بند
دہیں پہلا اور تیسرا بند اور دہیں دوسرا اور تیسرا بند
میگھدوت سے لیا ہے — اس طرح اپنی ضخیم نظم میں
اس نے تمام و کامل میگھدوت کو شامل کر دیا ہے
اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی —
اس کتاب سے میگھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے —

یوں تو سنسکرت کا تمام و تمام حصہ نظم موسیقیت سے
پڑھے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں لیکن
جسے دیو کی تصنیف گھٹ گوند جو بارہویں صدی میں
لکھی گئی اس اعتبار سے ایذا نظیر نہیں رکھتی —
شاعر نے مشکل بحر میں حسن بلدش کا کمال دکھایا
ہے — اپنی عظیم احوال قدرت دلام سے اُس نے صنائع لفظی
اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری
نظم بے انتہا شہریں اور پرتائیر ہے — اُسے مختلف
راگوں میں لوگ کا سکتے ہیں — اس تصنیف نے بڑے
بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے — اور کئی
نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے —

.. ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے
زمانہ زیر بحث میں لکھی کئیں جن میں سے بعضوں نے

نام درج ذیل ہیں - مشہور شاعر چھیمیلندر نے 'رامائن
ملنجرى' ، 'بھارت ملنجرى' اور 'دس اوتار چرت'
'سمے ماترکا' ، 'جانک مالا' ، 'کوی کلنٹھ آبھرن'
'چتربرگ سلگرہ' وغیرہ چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف
کیں - کمارداس کا 'جانکی مرن' ، 'ہردت کا' ، 'راکھو نیشدھی'
ملکھہ کا 'شوری کلنٹھ چرت' ، 'ہرش کا' ، 'نیشدھہ چرت'
وستویال کا 'نر نارائن آنند کاپیہ' ، 'راجانک جے رنہہ کا
'ہر چرت چلنامن' ، 'راجانک رتداکر کا' ، 'ہر بجنے
مہاکاپیہ' ، 'دامودر کا' ، 'نتی نہمت' ، 'باگ بہت' ، 'نیمی
نروان' ، 'دھلنچے کا' ، 'دروی سندھان مہاکاپیہ' ، 'سندھیاد
نمدی کا' ، 'رام چرت' ، 'واہن کا' ، 'وکرمانک دیو چرت'
پدم گپت کا 'نوساھسانک چرت' ، 'ہیم چندر کا' ، 'دیواشرے
مہا کاپیہ' ، 'جیانک کا' ، 'پرتهی راج بچے' ، 'سوہ دیو دی
'کیرتی کومدی' اور 'نہن کی' ، 'راج ترنگنی' ، 'صدھا رزمیہ
نظمیں ہیں - ان میں سے پچھلی سات تاریخیں ہیں -

مجموعہ لطائف و ظرائف

ہمارے زمانہ میں لطائف و ظرائف کے کئی اچھے
مجموعہ ہو چکے تھے - اُمت گنتی (۱۹۹۳ ع) کے 'سوربھشت
رتن ساندوہ' اور بلبھہ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے 'سوربھا

(۱) کئی علماء اسے چودھویں سنی کی تصنیف مانتے ہیں مگر یہہ صحیح نہیں -
سرراند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ ع) میں ہوا تھا امر کورے کی
"ٹیکا سروسو" نام کی تشریح میں "دوبھاشتاری" کے اجزا نقل کئے ہیں -

شتاولی ' کے علاوہ ایک بودھ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ہے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر ٹامس نے ' کویندر بچن سمپتے ' کے نام سے شائع کیا ہے - اس کتاب کی بارہویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ہے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ہو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ہے - ہمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظر انداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا راج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے - بودھوں اور جینوں کے مذہبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۶۰۰ء سے قبل کتلی ہی کتھاؤں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ہیں - مشہور زمانہ ' پنچ تلتر ' بھی تیار ہو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جاسکا - ہاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا - یہ کتاب اتلی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ہو گئے - اس کے سوا ہمارے زمانہ کے بہت پہلے ' برہت کتھا ' بھی موجود تھی جسے ' گناہہ ' نام کے ایک عالم نے پشچی زبان میں لکھا تھا - ' دنڈی ' سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ہے -

چھیمندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں 'برہت کتھا منجری' کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - یلقت سوم دیو نے بھی 'کتھا سرت ساگر' کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا - اس کا تیسرا ترجمہ بھی 'برہت کتھا شلوک سنگرہ' کے نام سے دستیاب ہوا ہے - اس نے علاوہ بیتال و پچھسی 'د سنگھاسن بتھسی' اور شوک بہتری 'و غیرہ قصص کے مجموعے بھی ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہنچ گئیں اور وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ چھلکتا ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں نے علاوہ کئی نثر کے ناول یا 'آکھیائٹاں' بھی لکھی گئیں - اگرچہ یہ سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات ہیں - پوچھیدہ ترکیبوں اور صنعتوں نے باعث جا بجا ان کی زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دندلی کوئی کی تصنیف 'دش کمار چرت' سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و رواج 'عام تہذیب' راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام ہر تاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سویگندھہ کا بنایا ہوا 'واسودتا' بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے۔ لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چلے چبازا ہے۔ کہیں کہیں تو ایک مٹی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں۔ اس سے شاعر کے تبصرے کا پتہ پہلے ہی ملتا ہو۔ پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی اذق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے۔ بان کے 'ہرش چرت' اور 'کادمبری' بھی سنسکرت ادب کی مایہ ناز تصانیف میں ہیں۔ 'ہرش چرت' ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے۔ اس سے ہرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے۔ اس کی زبان نہایت مشکل اور بلندشوں سے پورے۔ اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ہے۔ جذبات اور زبان ہر دو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے۔ اس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے۔ اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا۔ اس کا قصہ ثانی اس کے بیٹے پان بہت نے لکھ کر کتاب پوری کر دی۔ ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کر دی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں۔ اس سے علما میں یہ ضرب المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتش خوار ہیں سو دھل کی 'اُدے سندری کتا' اور دھن پال کی 'تک منجری' بھی رنگین نثر کے بیش بہا نمونے ہیں۔

چمپو

سلسلہ کورت ادب میں چمپو (نظام و نظم و نسق) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور 'نل چمپو' ہے جس سے نری بکرم بہت نے سنہ ۹۱۵ء کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا 'دیشس نلک' بھی اس صنف کی بنیادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا یہ پانچ ہی کانت لکھے جا سکے -

ناتک

ناتکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانڈی کے قبل ہی جو عہسی کی چہتوہی صدی میں پیدا ہوا اس کے اصول و قواعد مضبوط ہو چکے تھے - پانڈی نے شلالی اور کری شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھوت نے 'ناتھ شاستر' بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل 'بھاس' 'کالی' 'داس اشو' 'کھوش' وغیرہ نامور ناتک نویس ہو گئے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناتکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا 'مرچھ کتک' بنیادپایہ ناتک ہے - اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی نے ساتھ دکھائے گئے ہیں - قمرچ کے راجہ ہرہش وردھن نے جو بہت ہی عام دوست واقع ہوا تھا 'نٹاوی' اور 'پریہ درشا' نام کے دو ناتک لکھے - افراد کی تشریح اور اقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناتک اونچے

درجہ کے ہیں۔ اس کا تیسرا نائک 'ناگاند' ہے جس کی پروفیسر مہکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے۔ اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی بھی زمانہ زیر تنقید میں ہوا۔ بھوبھوتی برار کا دھلی والا براہمن تھا۔ اُس کے تین نائک 'مالتی مادھو'، 'مہابیر چرت' اور 'اُتر رام چرت' موجود ہیں۔ ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ہے۔ 'مالتی مادھو' میں 'شرنگار دس' (حسن و عشق) 'مہابیر چرت' میں 'بیر دس' (دلوری) اور 'اُتر رام چرت' میں 'کرونا دس' (درد و غم) غالب ہے۔ مگر جذبات درد کے اختیار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر نفوق ہے۔ اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز ہے۔ اُس نے نائکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اُس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے نائکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ بہت نارائن ہے نو اسی زمانے کا شاعر مگر اس نے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں دہا جا سکتا کہ کس سلسلہ میں پیدا ہوا۔ اس کا 'بھلی سنگھار' نائک بہت اونچے درجہ کا ہے۔ اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ہے۔ چنانچہ 'ویر دس' اس کی خصوصیت ہے۔ 'مدرا دانشس' کا مصنف رشادہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ہوا۔ یہہ نائک اپنے رنگ میں فرد ہے۔ اس میں سہاسات کا رنگ نمایاں ہے۔ راج شیکھر نے بھی جو قلمچ کے راجہ مہندر پال اور مہی پال کا وطنہ خوار تھا کئی اچھے نائک لکھے۔ وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جہد عالم تھا - اپنے ناکوں میں اس نے کئی لمحے بھروسے کی ایجاد کی ہے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ہے - اس کے 'ہال داماین' اور 'ہال مہابھارت' کا موضوع تو نام سے ہی ظاہر ہے - اس کا تیسرا ناک 'ودھہ شال بھنچکا' ایک ظرافت آمیز ناک ہے - کوی دامودر نے جو سنہ ۱۵۰۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا 'ہلومان ناک' لکھا جسے ناک کہلے کے بجائے مٹھوی کہہ سکتے ہیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوئی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) 'پرودھہ چندرودے' نام کا ایک بے نظیر ناک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ہے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناک کا ہمسر نہیں - اس میں قذاعت، عنو، حرص، طمع، غصہ، تکبر، حسد، نگاہ باطل وغیرہ افراد ہیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناک کو اہم کہہ سکتے ہیں - ان ناکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناک ہیں - مرادی کا لکھا ہوا 'انرگہہ راگھو' بلہن کا لکھا ہوا 'کرن سندری' (ناٹکا) چندیل راجہ پروردی دیو کے وزیر بتمس راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - 'کراتار جلی' (ایک ایکٹ کا ناک) - 'کرپور چرت' (بھانے - مذاقہہ ڈراما) 'دکمئی پرے' (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - 'تروپردہ' (دم - شیطانی ڈراما) 'ہاسیہ چوراملی' (ظرافت کا ڈراما) اور 'سمدر متھن' (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوہان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا دھڑکھلی ناک : سومیشور کا
 دلت وگرہ راج : پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرھلان
 دیو کا دپارتھہ پراکرم ، وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں - ان کے
 علاوہ اور بھی صدھا ناک لکھے گئے ، جن کے نام یہاں
 طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

ایک صناع وغیرہ اراہن اب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی
 ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صناع ، رنگ (رس) اور
 لہجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - مہمت نے
 د کاویہ پرکش : لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا
 باقی حصہ الگ سورجی نے لکھا - گوپردھن اچاریہ کا
 د دھون آلوک : بہاما کا د الذکار شاستر : راج شیکھر کی
 د کاویہ مہمانسا : مہم چندر کا د کاویہ انوشاسن : باگ بہت کا
 لکھا ہوا د کاویہ انوشاسن : اور د باگ بہت الذکار : ادبوت کا
 د کاویہ الذکار سنگھ : روبرت کا د کاویہ سنگھ : بھوج کا د سرسوتی
 کلتھہ آبھن : خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - اس
 موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بھی کئی کتابوں
 تصنیف ہوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو
 سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلیٰ تصانیف لکھی
 گئی ہیں ، جن میں پینگل اچاریہ کا د پنگل چھند سونر
 سب سے قدیم ہے - ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق
 کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا ہانی

بہوشن ، ہیم چندر کا د چھند انوشاسن ، اور چھیمیندر کی تصنیف د سوورت تلک ، قابل ذکر ہیں ۔

ہم اور کہہ چکے ہیں کہ ہمارے سیکڑوں کاویہ ، ناتک ، اوپنڈاس ، تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرما رواؤں کے عہد حکومت میں شروع ہوا تلف ہو گئے ۔ جو اب بھی موجود ہیں ان کا ہم نے صرف نام گنا دیا ہے ۔ ممکن ہے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اہمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے ۔

ادبیات پر ایک سوسری نظر

سنہ ۶۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سوسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ہے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقی کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا ۔ کاویہ ، صنائع ، چھند شاستر (عام عروض) ، ناتک ، سبھی اصناف شاعرانہ ترقی پر گامزن نظر آتے ہیں ۔ ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ہیں بلکہ شجاعت ، درد ، وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بھی نظر آتی ہے ۔ اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ہے ۔ بہاروی کا د کرابارجنی ، سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ہے ۔ بان کی کادمیری اور دھرش چرت ، میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ہے وہ اپنی نظیر نہیں دکھتی ۔ بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ہے ۔

شاعری ہندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی - صرف نظم سے متعلق کتابیں ہی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ، ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و متبادل) اور ان کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں - اتنا ہی نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بڑی منظوم تحریر منتشر ہے - اس زمانہ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی -

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اہمیت دی جاتی تھی - وید کے چھ شعبوں میں ویاکرن ہی اولیٰ اور اول سمجھا جاتا تھا - سنہ ۶۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھ تکمیل ہو چکی تھی - پانڈی کے ویاکرن پر کانیاؤں اور پتنجلی اپنے بار تک اور مہابھاشیہ لکھ چکے تھے - شرب ورمہ کا کانفٹر ویاکرن، بڑی جو مہتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا - اس پر سات تفسیریوں مل چکی ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن ہندوؤں نے مطالعہ کا ایک خاص موضوع بنا رہا - پندت ہونے کے لئے ویاکرن میں مامر ہونا لازمی تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی گئیں - سب سے پہلے پندت

جیادنتھہ اور یامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پاننی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام ’دہاکشکا برتی‘ رکھا۔ یہ بہت مفید تصنیف ہے۔ بھرت ھری نے ’بھاشا شاستر‘ (عام اللسان) کے نقطہ نگاہ سے ویاکرن پر ’واکیہ پر دیشپ‘ نام کی ضخیم کتاب لکھی اور ’مہابھاشیہ‘ دیکھا اور ’مہابھاشیہ‘ ’قریدپی‘ نام کے خطبے بھی تیار کئے۔ اس زمانہ تک ’انادی سوتر‘ ’بوی برن‘ چکے تھے جس کی تفسیر سنہ ۱۲۵۰ ع میں اجلدت نے لکھی۔ پاننی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھی لکھی گئیں۔ چندرگومن نے سنہ ۶۰۰ ع کے قریب ’چاندر ویاکرن‘ لکھا۔ اس میں اس نے پاننی کے سوتروں اور ’مہابھاشیہ‘ سے بھی مدد لی ہے۔ اسی طرح جین ’شاکتائن‘ نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی۔ مشہور جین عالم ھیم چندر نے اپنے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے ہی زیادہ مجسوط ’سدھہ ھیم‘ نام کا ویاکرن لکھا۔ جین ہونے کے باعث اسی نے وید کی زبان سے متعلق قواعد کا مطالعہ ذکر نہیں کیا۔ ان کے سوا ویاکرن سے متعلق صدھا چھوٹی چھوٹی کتابیں مرتب ہوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ھیں : وردھہ مہان کی لکھی ہوئی ’دکن رتن مہو ددھی‘، ’بھاسروکیہ‘ کی لکھی ’دکن کارکا‘، یامن کی لکھی ’ھوئی‘، ’لکاوشاسن‘، ھیم چندر کی لکھی ’ھوئی‘، ’انادی سوتر برتی‘، ’دھاتو پاتھہ‘، ’دھاتو پارائن‘، ’دھاتو مالا‘، اور ’شبد انوشاسن‘ وغیرہ۔

لغت

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ سنسکرت کے نشو و نما کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں، بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا۔ اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھ گیا تھا۔ اس لئے لغت کی ضرورت محسوس ہوئی اور کئی لغت بنے۔ اس میں بعض ایسے ہیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دیئے گئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح دی گئی ہے۔ کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی ہے۔ امر سنگھ کا مرتب کیا ہو امر کوش جو منظوم لغت ہے نہایت مشہور تصنیف ہے اور ہمارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا ہے۔ یہہہ کوش، انفا مقبول ہوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع ہوئیں، جن میں سے اب چند ہی تفسیروں کا کچھہہ نشان ملتا ہے۔ بہت چھپر سوامی کی تفسیر جو تقریباً ۱۰۵۰ء میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور ہے۔ پرسوتم دیو نے ہترکانت شیش، کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا۔ یہہہ بہت ہی مفید مطلب مجموعہ ہے کیونکہ اس میں بودھہہہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دیئے گئے ہیں۔ اسی مصنف نے ہماراولی، نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے ہیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاہئے - شیشوت کا لکھا ہوا 'انیکارتھہ سمجھ' بھی نہایت کارآمد تصنیف ہے - ہلایدہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب 'ابھی دھان رتن مالک' نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ہیں - دکھنی عالم یادو بہت کا 'بیجینیستی' کوش ' بھی اچھی کتاب ہے - اس میں الفاظ 'حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھ ساتھ ردیف وار لکھے گئے ہیں - ان لغات کے علاوہ دھندختے کی 'نام مالا'، مہیشور کی 'یشو پرکاش' اور منکھہ کوپی کی 'انیکارتھہ کوش' وغیرہ مجموعے بھی تیار ہوئے - ہیمن چندر کا 'ابھی دھان چنتا منی' معرکہ الاڑا تصنیف ہے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ہے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں عام نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - اِس کا نام 'نگہمت کوش' ہے - اس نے 'انیکارتھہ سنکرہ' بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب کیشو سوامی نے 'نانارتھہ سنگام' نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ہمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقی کی انتہا تک پہنچا ہوا تھا - اس کے قبل ہندوستان میں فلسفہ کے چھ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نہالے 'ویشے شک'

سانکھیہ ، یوگ ، پورب میمانسا اور اندر میمانسا (ویدانت) -
 پاننئی نے نیپائے سے دنیائیک ، کا استخراج کیا ہے - سبھی
 شعبے میں مذہب اور عروج پر تھے - ان کے - علاوہ بودھ اور جین
 فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا - قوم کی
 خوشحالی ، ملک میں امن اور اطمنان اور رعایا میں
 معاش کی جانب سے بے فکرگی کا قدرتی نتیجہ تھا کہ فلسفہ
 کو فروغ ہو - سنہ ۶۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام
 شعبوں کی خاص خاص تصانیف ، سوتر گرنٹھ ، مرتب
 ہو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی
 لکھی جا چکی تھیں -

نیپائے درشن

نیپائے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ہیں جس میں کسی
 شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں
 قائم کی گئی ہوں - اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب
 (پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مہی ہے -

دلیل ، وہم ، علت ، وہ شے جو ثابت کی جائے ، تمثیل ،
 حقیقت ، بحث ، حجت ، تحقیق ، مقدمہ ، مناظرہ ،
 اعتراض ، دلیل فاسد ، انحراف ، تذلل ، تردید -

دلیل کے چار اقسام ہیں - بدیہ (پرتپہکش) ، قیاس
 (اتومان) ، تقابل (اپما) اور شہادت (شبد) -

بدیہ کی دلیل بزرگوں کے اقوال ہیں - معنوی امور
 کی دلیل وید ہیں - وید ملہجانب خدا ہیں - اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں - پر مٹے (وہ)
اشیاء جو ثابت کی جائیں) بارہ ہیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریہ (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قوائے ذہنیہ -

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کی تکمیل ہو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پرہرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی

جانب مائل کرتے ہیں -

(۹) پندر جنم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھ

(۱۲) آپ ورگ یا موکش (نجات)

اچھا (ارادہ) دویش (منافرت) پریتن (سعی)

سکھہ - دکھہ اور عام حقیقی ، آتما کے ارکان ہیں -

آتما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ہے - دنیا کا

خالق آتما ہی ایشور (پرہم آتما) ہے - آتما ہی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد ، مقدار ، تشخیص ، اتصال ، انفصال ، ادراک ، ارادہ ، عام وغیرہ صفات ہیں مگر مستمر صورت میں - پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق ہمارا جسم پیدا ہوتا ہے - عناصر خمسہ حواس کی تخلیق ہوتی ہے اور ذرات کے اجتماع سے نکلوتے ہیں -

نیچے درشن کے اس معجزہ ذکر سے واضح ہوگا کہ ہندو نیچے شاستر محض منطق نہیں ہے بلکہ پرمیوں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ ہے - مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں -

نیچے شاستر کا مصنف گوتم تھا - اس کے نیچے سوتوں کی شرح باتسائن نے کی - اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اڈوتکر نے لکھی - یہ تفسیر نیچے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - واسودتا کے مصنف سوہندھو نے مل ناگ ' نیچے استھیتی ' دھرم کیرتی اور اڈوتکر ان چاروں منسروں کا ذکر کیا ہے - قیاساً یہ تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں ہوئے ہوں گے - اڈوتکر کی تفسیر واپسیتی مسر نے لکھی ، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اڈینا چارج نے تانپریہ پری شدھی نام سے لکھی - سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اڈین نے اپنی مشہور کتاب ' کسمانجلی ' لکھی - اس میں اس نے نیچے شاستر کے اصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ہے - دنیا میں مسئلہ توحید پر چٹنی کتابیں لکھی گئی ہیں

اُن میں اس کا بھی شمار ہے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت انگیز ہے - اِس میں اُس نے میمانسا کے مذاقناہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود دھنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ہے - اُس نے بودھ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب ' بودھ دھکار ' لکھی - پہلے سب کتابوں قدیم نیپالے شاستر سے تعلق رکھتی ہیں -

سنہ ۶۰۰ ع سے نیپالے شاستر کے معتقدوں میں جون اور بودھ علما نے بھی حصہ لیتا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ہوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیپال کہتے ہیں - بودھ منطق دنگناک نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رہنے والے دھرم پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں ' نیپالے بلدو ' نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموت نے سنہ ۸۰۰ ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - چین عالم ہیم چندر نے سورتوں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطوں کی زیادہ تر کتابیں اب لاپتہ ہیں - ہاں تبت میں بودھ نیپالے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ہیں جن کی اصلوں حوادث روزگار کی نذر ہو گئیں - نئے منطق دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ہوا - بنگال کے نو دیپ میں گلگوش نے ' تنو چلتامن ' لکھ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ہے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رہی نہ حق کی جستجو - محتض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج ہے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ہے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق ہو - مہرشی کناد اس کے بانی ہیں - اس درشن اور نیائے درشن میں بہت کچھ مماثلت ہے - دونوں ایک ہی فلسفہ کی دو شاخیں ہیں اور اُصول میں نیائے کہنے سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں - کیونکہ گوتم کے نیائے میں استدلال کا رنگ غالب ہے ، اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ، روح ، دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک ہیں - نیائے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی ہے ، لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ہے - درویہ (مجردات) نو ہیں - زمین ، پانی ، روشنی ، ہوا ، فضا ، زمانہ ، جہت ، روح ، پرما آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث ہیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود ہیں - من قدیم ہے مگر لامحدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ ویشیش کے معنی خاص ہیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھ صرف چھ ہیں - درویہ (مجردات) ، گن (صفت) ، کرم (حرکت) ، کلہیت ، جلسیت اور اتکاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں سانواں پدارتھ بھی مان لیا اور وہ
 'نیستی' ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ ، مزہ ، بو ،
 احساس ، تعداد مقدار ، تجرد ، وصل ، فصل ، تقدم ، تاخر ،
 ثقل ، رقت ، التزام ، سماع ، تکلیف ، راحت وغیرہ - حرکت
 پانچ قسم کی ہے دوری ، قبض ، انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیان نہیں - مادہ قدیم
 اور لاثانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور
 دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جانا ہے کہ
 روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہوں حالات
 کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تحریک
 سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد
 ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین
 درشن سے یہ اصول بہت کچھ ملتے جلتے ہیں - مگر
 ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست
 پاد کا پدارتھ دھرم سنگرہ ، غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب
 لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے
 سنہ ۹۹۱ ع میں پدارتھ دھرم سنگرہ ، کی ایک نہایت
 عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک
 اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی
 ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علمت ہے ، - اور ستو ، رج اور تم (سرور ، خواہش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق ہوئی ہے - آتما ہی پرش ہے - وہ عمل سے خالی ، شہد ، اور فطرت سے جدا ہے - سانکھیہ کے مطابق پرمانما یا ایشور کا وجود نہیں ہے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں - ۵ پرش (آتما) ، پندرہ (مادہ) ، مہانتو (عقل) ، اہنکار (انانیت) ، گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ، پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے - بدھ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واپس پستی مصر نے ایشور کرشن کی د سانکھیہ کارکا ، پر د سانکھیہ تقو کومدی ، نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی ہیں اور جو ملتی بھی ہیں وہ ہمارے دور کی نہیں - یہہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گیارہویں صدی میں بھی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البہرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے - ایشور کرشن کی د سانکھیہ کارکا ، اُس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی بناء سے دیکھی جانی تھی جیسا کہ البہرونی کے ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے ہیں - آپلشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ہے اس سے تو وہ موجد معلوم ہوتا ہے پر ایشور
درشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے مذکور ثابت
کیا ہے -

یوگ

یوگ وہ درشن ہے جس میں خیال کو یکسو کر کے
ایشور میں مستغرق ہو جانے کے طریقے بتلائے گئے ہیں -
یوگ درشن میں آنما (روح) اور جکت (موجودات) کے
متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ہی کی تائید کی گئی ہے
لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس
عناصر مانے گئے ہیں - چھبیسواں عنصر تکلف اور فعلوں کے
اثر سے پاک، ایشور ہے - اس میں یوگ کے مقاصد،
ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ہے -
یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شمار
ہوتا ہے : چہالت، انانیت، خواہش، کینہ، اور الفت -
ہر ایک آدمی کو اپنے فعاوں کے زیر اثر دوسرا جدم لینا
پڑتا ہے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر
کو یوگ کہتے ہیں - یوگ کی عملیات کی مشق کرتے
کرتے بتدریج انسان کامل ہو جاتا ہے اور بالآخر نجات حاصل
کر لیتا ہے - ایشور ازلی، مختار، لائیک، لائانی اور
قید زمان سے آزاد ہے - دنیا دارالمعدن ہے اس لئے قابل
ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہ ہیں - تزکیہ اخلاق، ضبط، طرز
نشست، حبس دم، تزکیہ نفس، تہقن، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آتھوں ارکان میں مراعات لازمی اور لازمی ہے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وہی خیال ہے جو سانکھیہ کا ہے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ہیں -

اس درشن کا ہندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ہی اس کے متلد ہو گئے - یوگ سوتروں کی 'ویاس ہاشیہ' کی تفسیر و اچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا 'یوگ سار سنکیرہ' بھی ایک مستند تصنیف ہے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تندر کی آمیزش ہو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ہتھہ یوگ، راج یوگ، لے یوگ، وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ہے کہ پہلے میمانسا کا نام نیائے تھا - ویدک اذوال کے باہمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمینی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیائے کے نام سے مشہور تھے - 'اپستمب دھرم سوتر' کے نیائے سے پورب میمانسا ہی مقصود ہے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق 'سار سنکیرہ' نامی کتاب لکھی جو 'نیائے مالا وستار' نام سے مشہور ہے - اسی طرح

واچسپیتی نے دنیاے کئی کا نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم ، قربانیوں ، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وحدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما ، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی اراہیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے 'شبد' یا آواز کو قدیم مانتے ہیں ، نیلے والے حادث ، سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے ملکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمینی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے ہو گئے -
 اُن میں ایک کا بانی کمارل بہت ساتویں صدی میں ہوا - اس نے
 میمانسا پر دکانلتر وارتک، اور دشاوک وارتک، دو کتابیں تصنیف
 کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر ہونہوں پر
 اعتراضات کئے - مادھو اچاریہ نے اس موضوع پر دجیمنیہ
 نیایے مالا وستار، نام سے ایک معرکہالرا کتاب لکھی -
 اس فلسفہ کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا کہ دکرم کاندہ
 (شریعت) اور دگیان کاندہ (معرفت) میں سے سابق کی
 اس میں تفصیل کی گئی ہے - اس لئے نہیں کہ یہ داتر میمانسا
 یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اتر مہانسا

اتر میمانسا یا ویدانت کی ہمارے دور میں سب سے
 زیادہ اشاعت ہوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیکر حلقوں
 کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی
 سب سے قدیم تفسیر جو بھاگوری نے لکھی اب موجود نہیں -
 دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود ہے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویہ واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذہبی اور علمی انقلاب
 پیدا کر دیا - مذہبی انقلاب کا مختصر ذکر ہم اوپر
 کر چکے ہیں - انہوں نے ویدانت میں دہ ادویت واد،
 یعنی آتما اور پرمانما یا خدا اور ماسوا میں درمی کا نہ
 ہونا ان کے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنک رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس وہ مایا باد “ کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گوند اچاریہ کے گرو گوز پاد کی کارپیکڑوں میں مایا کا کچھ ذکر آتا ہے جسے شنکراچاریہ نے بہت اہمیت دے کر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود وہ ادویت واد “ کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبصر سے ویدانت سوتر، گیتا اور آپلشدوں کا بہاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بہاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان شکن طرز استدلال، لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا متلد بنا دیا - ادویت واد کی تلتین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنٹھوں کا بہاشیہ ہی نہیں لکھا، بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشلوں کے متلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکھ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھ مختصر تذکرہ ضروری ہے -
نہاے اور ویشیشک نے ایشور، جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھرایا ہے - سانکھہ

نے دو ہی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد - ہمہ اوست - کا اصول قائم کیا - برہم ہی دنیا کی علت اور معلول دونوں ہے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی ہیں وہ سب خالی اور عارضی ہیں - برہم کا وجود روحانی ہے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ ہے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاہری صورتیں ہیں - جیو اور برہم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال ہے کہ یہہ برہم کی فرضی صورت ہے - اسی سے جس طرح سانپ کا گمان ہوتا ہے اسی طرح ازلی اور لطیف برہم میں ہم مغالطہ آمیز، اور مجازی دنیا کا گمان کر لیں - یہہ عالم نہ تو برہم کی حقیقی صورت ہے اور نہ اس کا فعل یا معلول ہی - مایا کے باعث ہی برہم مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے - برہم کے ساتھ مایا کے مل جانے ہی سے جیو بنتا ہے - گیان سے مایا کا پردہ دور ہو جاتا ہے اور حقیقی ایشور رہ جاتا ہے - مایا ایک ناقابل بیان شے ہے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودھ دھرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تھا - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودھ ثانی کہتے ہیں - اگرچہ بودھ دھرم کے زوال کے ساتھ بودھ فلسفہ کا بھی انحطاط ہو گیا تھا پر دنیا کو باطل اور مغالطہ آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکھا - برہم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا۔ یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو ازنی جلد فروغ ہو گیا۔ شنکراچاریہ کے بہاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے۔ اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دے کر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متبہہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ ان متبہوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی۔ شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالا مال کر دیا۔

رمانج اور ان کا وششت ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا۔ کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارہویں صدی میں رمانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی۔ یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا۔ اسے ہم وششت ادویت واد کہہ سکتے ہیں۔ اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برہم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں۔ اس فرقہ میں اگرچہ برہم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں۔ جیو اور برہم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

ہے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی ہے اسی طرح جہو بھی برہم ہی سے نکلتا ہے - برہم واحد ہے اور کثیر بھی - وہ صرف عامت ہے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ درشن ہی کے اصولوں سے ماخوذ ہیں - دراصل دریت اور دریم دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ ہے - اسے وہ بھیدا بھودوان یا دریت آدریت بھی کہتے ہیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں کیسے اور اپیشدوں کی تاویل دریت واد کے نقطہ سے کی اور 'شری بہاشیہ' لکھا - انہوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ ہوا تو بھی اُس کی کافی اشاعت ہوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دریت

رامانج کے زمانہ میں ہی مادھواچاریہ نے بھی دریت واد کی تلبہن کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انہوں نے بھی سات پانے اپیشدوں 'بھکوت کیسے' 'بھاکوت پران' اور ویدانت سوتروں پر دریت نقطہ نگاہ سے بہاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انہوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انہوں نے دانتو سنکپیان، نامی کتب میں کیا ہے - انہوں نے ایشور، جہو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا ہے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذہبی صورت ہی زیادہ اختیار کی -

اس طرح ہمارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقی کی - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کی تاویاں کر کے کئی فرقے قائم کر دیئے - اگرچہ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت واد سب پر حاوی ہے - اُس کا ایک نتیجہ یہ ہے بھی ہوا کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطہ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے ہندوؤں کے جو پہلے ہی بودھ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے ہوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھی تک قائم ہے -

چارواک

ان چھ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ہے - اس کے سوتروں کا مصنف برہسپتی زمانہ قدیم میں گُزرا تھا - بودھوں نے اس ملکر اور متجزر یسند فرقہ کو نہست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہ فرقہ کب تک ملے نظام صورت میں قائم رہا - اتنا تحقیق ہے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھی یہ فرقہ اتنا مطعون نہ ہوا تھا کہ اس سے اعراض کیا جا سکے -

بودھ فلسفہ

بودھ دھرم کا زوال شروع ہو گیا تھا لیکن بودھ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا - بودھ دھرم کے آغاز کے ساتھ

ہی اس کا فلسفہ معرشی وجود میں نہ آیا تھا - بودھہ علما نے بہت عرصہ کے بعد اپنے عقائد کو فلسفہ کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھہ دھرم کے اصولوں کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں -

چینِ شرقی

چینِ شرقی کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفہ کی ہیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھ ہی دنوں میں چینِ شرقی نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر ہم اردر کر چکے ہیں - پھر بھی یہاں ان کے خاص مذہبی اصول ”دھیان باد“ کا کچھ مختصر تذکرہ کرنا ضروری ہے -

انسان کا عام غیر یقینی ہے - وہ کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے ہواس اور دل کی دروین ہی کے ذریعہ وہ ہر ایک چیز کی صورت قائم کرتا ہے جو اس مغالطہ سے مبرا نہیں - اس لئے یہہ لازمی نہیں کہ اُن کے مشاہدات ہمیشہ صحیح ہوں - اگرچہ وہ انہیں صحیح سمجھ رہا ہو - اسی اصول پر چینیوں کے ”دھیان باد“ کا آغاز ہوا ہے - وہ ہر ایک گہاں کے سات درجہ قائم کرتے ہیں - (۱) شاید ہو (۲) شاید نہ ہو (۳) شاید کسی صورت میں ہو کسی صورت میں نہ ہو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نہ کیا جا سکے (۵) شاید ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکتا ہو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جاسکے
 (۷) شاید کسی صورت میں ہو، کسی صورت میں نہ ہو،
 پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہ
 کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے ان چھ سو سالوں کی علمی
 تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضع ہوگا کہ سبھی عقائد
 اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد
 منہائے عروج پر ہے تو ادویت واد بھی کافی سرسبز ہے -
 ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری
 طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیلے
 ویدانت، یوگ توحید کی اشاعت کر رہے تھے، تو دوسری
 طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب
 مہمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے
 تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا
 اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھ
 خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۱۷۰۰ء سے سنہ ۱۸۰۰ء

(۱). यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋगं कृत्वा घृतिं विवेत् ।

भस्मिभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لہکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھ تذکرہ کرنا بے موقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھ یکسانیت موجود ہے - زیلو فینس اور پرمیلیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطون کا بتائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث ہندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما ہندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تلماسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق چھاس ، ایمپی ڈاکلس ، ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

(۱) اے اے میکڈائل - انڈیاز پاست صفحہ ۱۵۹ -

(۲) ڈانٹر ان نیلے - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۱۵ -

(۳) پروفیسر میکڈائل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۲۲۲ -

(۴) پروفیسر میکڈائل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۲۲۳ -

آخر مہوں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی
 رایوں کا اعتبار پیش کر کے اس مباحث کو ختم کرینگے -
 شایکل نے لکھا ہے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ
 ہندوستانی فلسفہ کے شمس نصف الدہار کے سامنے ایک
 تمٹماتے ہوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے لکھا ہے کہ ہندوستانی فلسفہ
 مہوں علم اور عمل ، دھرم اور ادرم ، ذی روح ، غیر ذی روح
 اور روح ، جبر و اختیار ، روح اور خدا ، وغیرہ مسائل پر
 محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے - اس کے علاوہ عالم کی
 تکوین ، انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور
 کیا گیا ہے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے
 ارتقا کی تکمیل معلوم ہوتے ہیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایسٹ لکھتی ہیں : ہندوستان کا
 علم الذہن یورپ کے علم الذہن سے زیادہ مکمل ہے (۳) -

پروفیسر مہکس ڈنکو نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا استدلال
 حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ہے (۴) -

(۱) ہٹری آف لٹریچر -

(۲) ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -

(۳) لیکچر آف نیشنل یونیورسٹیز ان انڈیا (نکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -

(۴) ہٹری آف اینٹی کوریٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی۔ ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے۔ ایک براہمن میں لکھا ہے کہ فی الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱)۔ زمانہ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معدنی اشیاء کا علم عوام میں بھی رائج تھا۔ نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا۔ اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا۔ عہسی سے بھی قبل ہ ہردھہ گرجا سلگھتا اور جینوں کی دسری پنتی وغیرہ نجوم کی کتابوں تصنیف ہو چکی تھیں۔ آشولان سوتر، پاراسکر گور سوتر، مہابھارت اور دھرم شاستر میں جوتش کی کتنی ہی باتیں ماحول ہیں۔ عہسی کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل سورج سدھانت تھا جو اب دستیاب نہیں۔ اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی پینچ سدھانتکا میں کیا ہے۔ وہ موجود ہے۔ حال کا سورج سدھانت اس سے جدا اور جدید ہے۔ وراہ مہر نے (۵۰۵ ع) اپنی پینچ سدھانتکا میں اُن پانچ سدھانتوں پوش، رومک، وسشت سور، اور پتاما کا کبن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں (رہتی) بیان کیا ہے - اور لاتا چاریہ ' سفکھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بہت ' پردمن اور بچے نغدی کی رابیوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضع ہوتا ہے کہ یہہ عالمہ اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بہت کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بہت نے جو سنہ ۲۷۶۹ ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بہتی ' لکھی - اس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۲۹۹۷ یوجن یا ۲۳۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گزرنے کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ بہت بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بہاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراد مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۱۰۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک کی فنکیاتی تصنیفات

وراد مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برہم کپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ ع کے قریب ' براہم اسپہت ' سدھانت ' اور ' کھنڈ کھان ' لکھے - اس نے زیادہ تر معتقد میں

کی نائید کی ہے - اس کا طرز بہان زیادہ جامع اور مدلل ہے - اس نے گیارھویں باب میں آریہ بہت کا تبصرہ کیا ہے - اس کے کچھ برسوں کے بعد مشہور عالم لیل ہوا جس نے اپنے د لیل سدھانت ' میں آریہ بہت کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر زمون گردش کرتی ہوتی تو درخت پر سے اُڑا ہوا پرند اپنے گھونسے میں پھر نہ جا سکتا - (۱) لیکن اہل کو شائد معلوم نہ تھا کہ زمون معہ ماحول کے گردش کرتی ہے - اگر یہ بات اسے معلوم ہوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بھدا اعتراض نہ کرتا - لیل کے بعد ہمارے دور میں چٹروید پرتھودک سوامی نے سنہ ۹۷۸ع کے قریب برہم گپت براہم سیہت سدھانت ' کی تفسیر لکھی - سنہ ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے ' سدھانت شیکھر ' اور ' دھنی کوتد ' (عام الاعداد) ' بزن نے برہم گپت کے ' کھنڈ کھاد ' کی تفسیر اور بیوج دیو نے ' راج مرگانک ' لکھی - برہم دیو نے گیارھویں صدی کے آخر میں ' کرن پرکش ' نام کی کتاب مرتب کی - ہمارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مہیشور کا فرزند بھاسکر اچاریہ ہوا - اس نے ' سدھانت شرومنی ' ' کرن کوٹوہلی ' ' کرن کیسری ' ' گڑہ گڈت ' ' گڑہ لگھو '

(1) यदि च भ्रमति क्षमा तदा स्वकुशलं कथमाप्नुयुः स्वगाः ।

इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥

(लल्ल सिद्धान्त)

’ گھان بھاسکر ‘ د سوریہ سدھانت ویاکھیا ‘ اور د بھاسکر دیکشتی ‘
 لکھ - د سوریہ سدھانت ‘ کے بعد د سدھانت شرومنی ‘
 مستند کتاب مانی جاتی ہے - اس کے چار حصے
 لہلاوتی ‘ ہیچ گنت ‘ گرہ گنت ادھیائے اور گولادھیائے ہیں -
 پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ہیں اور پچھلے دو جوتش
 سے متعلق ہیں - بھاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین
 کے گول ہونے اور اس میں قوت کشش کے ہونے کے اصولوں
 کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ہے - وہ لکھتا ہے :-

’ کسی دائرہ کے محیط کا سواں حصہ خط مستقیم معلوم
 ہوتا ہے - ہماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ہے - انسان
 کو اس کے محیط کا بہت ہی چھوٹا حصہ نظر آتا ہے -
 اسی لئے وہ چھٹا دکھائی دیتا ہے ‘ ‘ (۱) -

’ زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ہر ایک چیز کو
 اپنی طرف کھینچتی ہے - اسی لئے سبھی چیزیں اس پر
 گرتی ہوئی نظر آتی ہیں ‘ ‘ (۲) -

(۱) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।

नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥

(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मदी तथा यत् स्वस्थं गुरुत्वाभिमुखं स्वशक्त् या ।

आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क पतत्वियं खे ॥

نہوٹن سے کئی صدیوں پہلے ہی بہاسکرا چادریہ نے اصول کشش کا بیان اپنے واقع طور پر کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں عام نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ذیلو ذیلو ہفتہ کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے ہندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں ہندو ہند کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ ہارون رشید اور اماموں نے ہندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اہل یونان کی طرح اہل ہند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بہت کی کتابوں کے ترجمہ کا نام 'ارض بحر' رکھا گیا (۳) - چھ مہینے بھی ہندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - 'ہر بروج فلکی کی تقسیم' شمسی اور قمری مہینے ' سیاروں کی رفتار کا تعین ' طریق الشمس ' نظام شمسی ' زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا ' چاند کی رفتار

(۱) ہنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -

(۲) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

(۳) ویپر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ، سہاروں کے درجوں کی پیمائش اور گرہن کا حساب ، وغیرہ ایسے مسائل ہوں جو غیر مہذب قوموں میں معدوم ہوں “ (۱) -

پہلے جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پہلت جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پہلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے ہے جو سہاروں کی گردش اور متحل وقوع سے انسان پر پڑتے ہوں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تالف ہو گئی ہوں - دہرہ گرگ سلگھتا ، میں بھی اس کا کچھ ذکر آیا ہے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم ہے - تلتتر ، ہورا اور شاکھا - تلتتر یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق پہلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا ہے - شاکھا یا سلگھتا میں پیچھل تاروں ، شہاب ثاقب ، شکون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ مہر کی دہرہ سلگھتا ، پہلت جوتش کے لئے مستند ہے - اس میں مکن بدوانے ، کڈوٹیوں اور تالاب کھدوانے ، باغ لگانے ،

مورثی قائم کرنے اور ایسے ہی دیگر امور کے لئے متعدد شکون درج ہیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں - پہلی جوتش ہی پر 'برہج جاتک' نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے - سیاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا ہی اس کتاب کا خاص موضوع سنہ ۶۰۰ع کے قریب وراہ مہر کے لوگ پرتھویشا نے پہلی جوتش کے متعلق 'ہورا کہت پنچاشاکا' نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بہتوتپل نے وراہ مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیر لکھیں - سنہ ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صلف میں 'رتن مالا' اور 'جاتک پدھتی' نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صلف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ چھٹی صدی تک ہندوستان علم الاعداد میں انتہائی منزل تک پہنچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصول کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد علم ہوا - مشہور عالم کاجوری نے اپنی 'ہستری آن میتھمیٹکس' میں لکھا ہے وہ پہلے امر قابل شور ہے کہ ہندوستانی علم الاعداد نے ہمارے موجودہ ظہیمات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز ہندوستانی ہے ، یونانی نہیں ۔ علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور ہندوستانی عام حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی ہی طرح مکمل ہیں ، اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر فور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برہمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں ہیں ۔ بدنصیبی سے ہندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہنچیں ، جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہنچیں ہوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا ۔

اسی طرح قی مارگن نے لکھا ہے ” ہندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر ہے ۔ ہندوستانی حساب وہ ہے جس کا ہم آج بھی استعمال کرتے ہیں ۔

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ہوگا ۔ ہندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا ہے ۔ دنیا میں علم حساب ” نجوم “ طبیعیات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی ہے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد ہے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ، ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا ہے ۔ یہہ ترتیب اہل ہند نے ہی لگائی اور دنیا کے ہر ایک گوشہ میں

پہلائی - ہندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم ہوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبعیات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم اعداد کا معائنہ کر کے موجودہ اعداد کے ہندوستانی ایجاد ہونے کے متعلق کچھ لکھنا بے محل نہ ہوگا -

ہندوستان کے قدیم کتبوں، وصیت ناموں، سکوں، اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات تھے - ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ کے نشانات اور ۱۰ اور ۱۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھ کروڑ وغیرہ کے لئے بڑی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی ہی تھی جیسی اب ہے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان ہی بنایا جاتا تھا - علیٰ ہذا ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ اور ۱۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات دہتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دھائی کی عدد لکھکر اُس کے آگے ایکائی کی عدد لکھی جانی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھ کر اس کے آگے ۵ اور ۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھ کر اُس کے داہنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھ ویسی ہی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب وار ایک چھوٹی سی آری لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کی عدد کے آگے دھائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ہو تو سیکڑے کے بعد ایکائی کی عدد دکھی جاتی تھی - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کی علامت داہنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھی آری (یا نیچے کو مڑی ہوئی) لکیر جوڑی جاتی تھی اور ۳۰۰ کے لئے ویسی ہی لکیریں - علیٰ ہذا ۹۹۹۹۹ لکھئے ہو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ہندوستان میں اعداد کا یہہہ طریقہ کب رائج ہوا ، اس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰

اور ۶ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی ہیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں ہوتا تھا ہندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانے تھے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انہیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک کہنے کے لئے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کھڑی لکیریں کھینچی جاتی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکھتے تھے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی ایک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھ کے لئے مہلکہ اور ۱۰ لاکھ کے لئے ایک انسان ہاتھ پھیلائے ہوئے بنایا جاتا تھا - اس سے ظاہر ہے کہ یہ عام اعداد کی بالکل ابتدائی صورت تھی -

فلیشیا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے ہیں اور اُن کی ترتیب بھی اتنی ہی پیچیدہ ہے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جانی تھی -

کچھ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر، یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو، دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو ہیرے تک کہتے ہیں - اس میں بیسی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دہن طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

قدیماتک اعداد بھی ہیرے تک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے ہوں، دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱، ۵، ۱۰، ۵۰، ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیم یافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم، حساب اور طبوعات کی خاص ترقی

ہونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انہیں اعداد کی بدولت ہوئی ہے اور اس کا موجد ہندوستان ہے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ہوتا دی جانی ہے اس کی قیمت دس گنتی ہوتی جانی ہے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھٹوں عدد '۱' ہی کے ہیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے '۱' کا دوسرے سے '۱۰' تیسرے سے '۱۰۰' چوتھے سے '۱۰۰۰' اور پانچویں سے '۱۰۰۰۰' سمجھا جاتا ہے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے ہیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ہے - اہل ہند نے اس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جاسکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسیٰ کی چھٹیویں صدی تک قدیم ہندی رسم العدد کا ہی استعمال کیا گیا ہے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ہے ، کہیں جدید طرز کا - لیکن اہل حساب نے چھٹیویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے 'دہ پانچ سدھانت' کا ، میں جدید اعداد ہی دئے ہیں - اس سے ثابت ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اہل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے 'برہمت سنگھتا' کی تفسیر میں کئی جگہ 'پولش سدھانت' سے جس کا وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے ، اقتباس کیا ہے - اس نے ایک اور مقام پر 'مول پولش سدھانت' ،

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ہے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ہی استعمال کئے گئے ہیں - اس سے قیاس ہوتا ہے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدی کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

دیوگ سوتر کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۳۰۰۰ء کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ہے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور اینڈی کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ہوتی ہے - موضع بنڈشالی (یوسف زئی علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی ایک پرانی کتاب زمیں میں دفن ملی ہے جس میں اعداد طرز جدید ہی سے لکھے گئے ہیں - مشہور عالم ڈاکٹر ہارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدی کیا ہے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ہے کہ اگر عام اعداد کی ندامت کے متعلق ڈاکٹر ہارنلی کا یہ قیاس صدیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم تر ہوگا - ابھی تک تو طرز جدید کی ندامت کا پتہ یہیں تک چلا ہے -

صفر کی ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ہوا اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ہی تحقیق ہے کہ طرز جدید کی ایجاد ہندوستان میں ہی ہوئی - پھر یہاں سے اہل عرب نے یہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی، یونانی، عربی قومیں ہندسہ کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفہ ولید کے زمانہ تک اعداد کا رواج نہ تھا (سنہ ۷۰۵-۷۱۵ع) - اس کے بعد انہوں نے ہندوستان سے یہہ فن سیکھا (۱) -

اس کے متعلق انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، میں لکھا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ فن عدد کی تخلیق ہندوستان میں ہوئی ہے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتھ جنہیں ایک ہندوستانی سنہ ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تھا، یہہ اعداد عرب میں داخل ہوئے - بعد ازاں عیسیٰ کی نویں صدی کے آغاز میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانہ سے اس کا رواج پڑھنے لگا -

۱۰ یورپ میں یہہ مکمل اعداد ۱۰۰۰ صفر عیسیٰ کی بارہویں صدی میں رائج ہوئے اور اُن اعداد سے بنا ہوا عام حساب ۱۰ الگورتھم (الگورتھم) نام سے مشہور ہوا - یہہ غیر مانوس نام محض ۱۰ الخوارزمی، کا لفظی ترجمہ ہے جیسا کہ رہنمائی نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

(۱) قدیم اور جدید علم اعداد کے مفصل احوال کے لئے دیکھو "بھارتی پراچین لپ مالہ" صفحہ ۱۱۰-۱۱۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمہ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اس قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی عامانے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوئے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربی یورپ میں میکسمس پلیٹوڈس نے رائج کیا - 'د زیرو' لفظ عربی کے 'صفر' سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے 'صفر' کو 'جفر' کی صورت دے دی (۱)۔

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : وہ اہل ہند اپنے رسم الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبرانی حروف کی ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلوں مختلف ہیں، اُسی طرح اعداد ظاہر کرنے والے نشانات بھی جتنے ہیں، انکے کہتے ہیں مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں - جن متعدد قوموں سے مہرا تعلق رہا اُن سبھوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

شمار کر سکتی - اہل عرب بھی ایک ہزار تک ہی شمار کر سکتے
ہوں - اس موضوع پر میں نے ایک علاحدہ کتاب لکھی ہے -
ہندو ہی ایسی قوم ہے جس کے اعداد ایک ہزار سے زائد
ہیں - وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے ہیں
جیسے ' پراردھہ ' کہتے ہیں - میں نے ایک کتاب لکھ کر
بتلایا ہے کہ اہل ہند اس علم میں ہم سے کس قدر آگے
بڑھے ہوئے ہیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود ہیں وہ پیشتر
جوتش کے انہیں علما کی ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے
ہیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے ' براہم
اسپہت سدھانت ' میں باب الحساب اور سدھانت شرومنی
میں لہاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر
مشتمل ہیں - ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے
واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع ،
تفریق ، ضرب ، تقسیم ، مربع ، مکعب ، جزرالمربع ، جزرالمکعب
کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ہے - اس کے بعد
کسر ، صفر ، رقبہ ، تراشک ، کام ، سود ، مرکب ، اعداد
فیہر محدود ، کٹک اور شریوہی کے اصولوں کا تذکرہ بھی
موجود ہے -

الجبر و المقابله

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا ہی نہیں الجبر و المقابله کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں ہندوں الجبر و المقابله کے مذہبی اصولوں کے بیانات ملتے ہیں - اس علم کا بھی اسی ملک میں ارتقا ہوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ہے کہ الجبر و المقابله کے پہلے یونانی عالم ڈائیونٹس نے بھی ہندوستان میں ہی یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ہندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ہے - ہندوستانی اور یونانی الجبر و المقابله میں بہت سے اختلافات ہیں - ہندوستان نے بارہویں صدی تک الجبر و المقابله کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترہویں صدی میں رائج ہوئے - ہندوستانیوں نے الجبر و المقابله میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھ یہہ ہیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اہل یونان ان سے واقف

نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و

المقابله دونوں کا ارتقا ہو -

بھاسکر اچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ہے کہ —

$$ع \times ۰ = ع ; ۲ = ۰ ; \sqrt{۰} = ۰ ; ع \div ۰ = ۰$$

ہندوستان سے ہی جبر و مقابلہ کا علم اہل عرب کی وساطت سے یورپ پہونچا - پروفیسر مونیر راہمس کہتے ہیں کہ جبر و مقابلہ ' علم خط ' اور علم نجوم ہندوستانیوں ہی کی ایجاد ہے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یورپ میں ہوئی (۲) -

عام الخط

ایسی طرح علم خط نے بھی ہندوستان میں بہت ترقی کی تھی - قدیم ہندوستان میں علم خط کا ذکر بودھانن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا ہے - قربانکوں اور کندوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال ہوتا تھا - یکیکہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پرروہت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جاسکتا ہے - یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا - علم خط کی کچھہ مشقیں درج ذیل ہیں جو ہمارے زمانہ تک ایجاد ہو چکی تھیں -

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق - یعنی مثلث قائم الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی ہوتا ہے وتر کے مربع کے -

(۱) اثدین ردّم - صفحہ ۱۸۵ -

(۲) ونے کار سرکار - ہندر ایچیو میٹنس ان اگزیکٹ سائنسز صفحہ ۱۲-۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) $\sqrt{\quad}$ کی اصلی قیمت اور متاویز کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃ الاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث، دائرہ اور نامساوی اربعۃ الاضلاع کا رقبہ -

(۹) برہم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے

کھینچے ہوئے قوس تک کے عمود کے معام ہونے پر قطر اور

قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور ہلیکسی، اشیا کا رقبہ -

بھاسکر اچاریہ نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب

بہت، لیل، اریہ بہت (ثانی)، وراہ مہر، برہم گپت،

مہابیور (سنہ ۸۵۰ء)، سری دھر (سنہ ۸۵۳ء) اور اُنہیل

(سنہ ۹۷۰ء) قائم کئے ہوئے اصواں کو خلاصہ دیکر ان کا

عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقرب نے علم الخط

کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے ہندوستانی عام مثلث میں بھی کامل

دستگاہ رکھتے تھے - انہوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں 'برت پاک' کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمائش سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاء تفرقات کی ایجاد کر کے بہاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سہل کے قول کے مطابق بہاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بہاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکند کے $\frac{1}{375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ کمال تک پہنچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن، علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے - انہرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

جسٹڈ انسانی کی ہڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ہے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کورہستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ہیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ء کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ہوئی کچھ سلسکرت زبان کی کتابیں برآمد ہوئی ہیں جن میں نین علم صحت سے متعلق ہیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ہے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ہے - اس کی چرک سلگھتا اگلی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ہے - چرک سلگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ہے - ششورت سلگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ہے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ہو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سورتوں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ہمارے زمانہ زیر تفتید سے پہلے کی ہیں -

ہمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ہیں - اشتاگ سلگرہ اور اشتانگ ہردے سلگھتا - طبیب کامل باگ بہت نے غالباً ساتویں صدی کے قریب اشتاگ سلگرہ لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بہت ہی ہے جو پہلے باگ بہت سے جدا ہے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے 'مادھو ندان' نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے - برہند کے 'سدھہ یوگ' میں بھٹار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ہے - سنہ ۱۰۶۰ء میں بنگال کے چکریانی دت نے 'چکر' اور 'سشرت' کی تفسیر لکھنے کے علاوہ 'سدھہ یوگ' کی بنیاد پر 'چکرتسا سار سنگرہ' نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ء میں شارنگ دھر نے 'شارنگ دھر سنگرہ' لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں - پارے اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - الیپورنی نے بھی پارے کا ذکر کیا ہے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں 'شبد پردیپ'، اور 'نگھنتو' مشہور ہیں - ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ہندیوں 'رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ہے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اُس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - 'سشرت' میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

ریشم یا اون انا دیا جانا تھا - آلات آتھہ قسم کے ہوتے تھے - قطع کرنے والے ، چیرنے والے ، پانی نکالنے والے ، رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے ، دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے ، فصد کھولنے والے ، نشتر لگے ہوئے حصوں کو سینے والے اور چوچک کا ٹپکا لگانے والے - ہمارے دور میں باگ بہت نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں بتلائی ہیں - شربت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی ہے - لیکن باگ بہت نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھ دیا ہے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جاسکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیر معین رہیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا منسل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا ہے - بواسیر ، بھگندر ، امراض رحم ، امراض بول ، امراض تواہد وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ ہیں بدن وسستی ، وسستی یڈتر (سیلہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ) ، پشب یڈتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے) ، شہکا یڈتر ، نکھہ آکرت ، گربھہ شفکو ، پرجنن شفکو (زندہ بچہ کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ ، سرپ مکھہ (سیلہ کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بلدشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیوں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سیلے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جوتک کا

استعمال ہوتا تھا - پہلے چونک کا معائنہ کر لیا جانا تھا کہ وہ زہریلی نو نہیں ہے - فشی کی حالت میں تھکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دی جانی تھی - ناسور اور پھوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال ہوتا تھا - نون سوئیوں والے آلے کا استعمال کورہ کے مرض میں کیا جانا تھا - آج کل تھکا لکانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا ہے وہ یہی ہے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دانت شکو کے نام سے مشہور تھا - قدیم آریہ مصدوی دانت اور ناک بٹانا جانتے تھے - دانت اٹھانے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا ہے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تھا - دودھ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تھا جسے کمل نال کہتے تھے (۱) -

مارگزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بھی انہیں کمال تھا - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکھا ہے کہ یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہوں سانپ نے کاٹا انہیں ہندوستان والوں نے اچھا کر دیا (۲) - آماس

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحی کے شائق ہوں وہ ٹاگزی ہرجانی پتھر کا - ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چھپے ہوئے 'پراچین شایہ تندر' مضمون کا ملاحظہ کریں -

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا • علاجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کاپیہ نے گنج چکمتسا، گنج آیوروید، گنج ورین (ہاتھیوں کے متعلق) گنج پریکشا لکھی - برہسپت کی تصنیف گنج رکشن، کووید شاستر (مویشیوں کا علاج، جدت کی تصنیف اشوچکمتسا (گھوڑوں کے متعلق) نل، کی تصنیف شالی ہونر شاستر، اشو تانترا، گن کی تصنیف اشو آیور وید، اشو رکشن، وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہ کتبوں زیادہ تر ہمارے ہی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرہویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سلسکرت کتب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

- (۱) گھوڑوں کی نسل، (۲) پیدائش، (۳) اصطبل کا انتظام، (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات، (۵) ان کے عیب و ہلر، (۶) ان کے جسم اور اعضا، (۷) ان کی بیماری اور علاج، (۸) ان کے فصد کھولنے، (۹) ان کی خوراک، (۱۰) انہیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے، اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ہی عام حیوانات اور علم حشرات میں بھی ہندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی۔ ہندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انہیں پورا علم تھا۔ گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے۔ سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں۔ بھوشیہ پوان میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ برسات کے قبل چوڑ کھاتے ہیں اور قریباً ۶ ماہ میں سانپ ۱۲۰ انچے دیتی ہے۔ بہت سے انچے تو خود ماں باپ کھا جاتے ہیں۔ باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنبولے نکل آتے ہیں۔ ساتویں دن وہ کالے ہو جاتے اور دو ہفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ہیں۔ تین ہفتہ میں ان کے دانتوں میں زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ سانپ ۶ ماہ میں کچھل چھوڑتا ہے۔ اس کی کھال میں ۲۴۰ چوڑ ہوتے ہیں۔ تلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماحر ہے۔ اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے (۱)۔

ہمارے دور میں چین عالم ہانس دیو نے درمرگ

پکشی شاستر، نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی چونچ بہ لمبی اور گردن پر کھنکے بال ہوتے ہیں جو چھوٹے سفید رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر 'ولائم' بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لکھنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہ تر خاروں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ہلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیدائی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے بگاھے، بھالو، گینڈا، اونٹ، کدھا، کٹے، بیل، بھینس، بکری، ہرن، گیتار، بندر، چوہا، وغیرہ کتنے ہی جانوروں اور گدھے، ہنس، باز، سارس، کوا، آلو، طوطا، کونل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جس میں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ تولید، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکان وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہاتھی کی خوراک کتا بتلائی ہے - ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوہ کی کم سے کم
تیرہ سال بتلائی ہے (۱) -

شناخت

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور
شناختی خانے بنانے شروع کئے - فاطمیان (سنة ۴۰۰ھ) نے
پاتلی پتر کے ایک شناختی خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں -
انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی
آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یورپ میں سب سے
پہلا دوا خانہ ونسٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی
میں تعمیر ہوا تھا - ہڈونساگ نے بھی 'تکس شلا' متی
پور، متھرا اور ماتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں
جہاں بوڑھے اور غریبوں کو مفت دوا، کھانا اور کپڑا دیا
جاتا تھا (۲) -

ہندوستانی آیورید کا بروری طب پر اثر

موجودہ یورپی علم طب کی بنیاد بھی آیورید ہی
ہے - لارڈ ایملیٹھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا 'مجھے
یہ یقین ہے کہ ہندوستان سے آیورید پہلے عرب پہونچا اور

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملتی ہے اور پختہ دی وجہ راکھواریہ ،
تربیتی مدراس سے مل سکتی ہے -

(۲) ڈاکٹر پورانی پتو کا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وہاں سے یورپ میں داخل ہوا (۱) - عرب کے علم طب سسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - ہندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل ہو کر ابھی تک قائم ہے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزہ ہندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پرفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کتلی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے بن نے چرک کو طبیب حافظ تسلیم کیا ہے - ہارون رشید نے کئی ہندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے ہی یورپ میں یہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یورپی عام شفا ہندوستانی علم طب کا مملون ہے (۴) - حاصل کلام یہ کہ ہمارے دور میں عام طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں ہم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے ہیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

(۱) ہر بلاس سار ۱ - ہندو سوپریماری ص ۲۴۸ -

(۲) ایضاً ص ۲۴۹ -

(۳) ہسٹری آف ہندو کیسٹری - دیپاچا ص ۷۶ -

(۴) رولے - ایڈمنٹ ہندو میڈیسن - ص ۳۸ -

مہن کہا تھا - وہ ہندوؤں کے واضح قانون مذہب دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے مہندوں میں تھے - سرولہم ہندو لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب ، اندرونی اعضا ، پتھوں ، رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگہداشت (قربادین) میں معدنی ، نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ہے - صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھ ہدایتیں کی گئی ہیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے ، پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق ، بھگندر ، بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سول لکھتے ہیں کہ طلباء کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جانی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں وہ آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں ، مثلاً انہوں نے کئی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی - (۲) -

(۱) انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۱۲۰ -

(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں ارۓہ، دھرم، کام اور موکشن مانے گئے ہیں - یعنی دوست، مذہب، خط نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود ہیں اُن میں واتسائن کی تصلیف 'کام سوتر' سب سے قدیم ہے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دیئے ہیں جو اس کے قبل ہو چکے تھے - اُن میں سے بعض یہہ ہیں :- اودالک، (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت، بابہرو، دنک، سوہرن نابہہ، گھوٹک مکہہ، گونردی، کچمار، وغیرہ - ان مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے ہمارے دور سے کچھ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں - مرد الہر، کسین دوشہزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے - بھوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بھوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز صحبت بڑھتی جائے، عورت کا فرص کہا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولد کا بھی ذکر کیا گیا ہے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنانِ بازاری، زنانِ مزدور اور اصولِ حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ہیں - ان ابواب سے واضع ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل، اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ہمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے 'رتی دھسیہ' لکھا - آج کل کے ہندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ہیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھ کے معاصر جیوتریشور نے 'پنچ سایک' نام کی کتاب لکھی - بودھ عالم پدم شری کا لکھا ہوا 'ناگر سرپسو' بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ہے - ہمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ہندوستان نے زمانہ قدیم سے ہی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تیلوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ہی ہے جو سام گان کے نام سے مشہور ہے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ہوتا ہے - شارنگ دیو کی 'سلگیت رتناکر' اس فن کی مستند تصلیف ہے - مصنف نے اس میں ہمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماہروں کے نام دئے ہیں - سداشیو ، شیو ، برہما ، بھرت ، کشپ ، متلگ ، یاشتک ، درگا ، شکتی ، نارد ، تمبرو ، وشاکھل ، رمبھا ، راون ، چھیترا راج ، وغیرہ - اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے دور کے قبل موسیقی رفعت کے کس درجہ تک پہنچ چکی تھی -

ہمارے دور میں بھی موسیقی پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں جو آج مفقود ہیں - مگر ان کا پتہ شارنگ دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا ہے - ممدرجہ بالا ناموں کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع) ، نان دیو (۱۰۹۹ ع) ، سومبھس (۱۱۷۰ ع) ، راجہ بھوج (اگھارہویں صدی) ، پرمردی (چندیل - ۱۱۲۷ ع) ، جگدے کمل (۱۱۳۸ ع) ، لولیت ، ادبھت (۸۰۰ ع) ، شلک ، ابھی نوکیت (۹۹۳ ع) ، اور کھرتی دھر وغیرہ اسانذہ فن کے نام بھی لکھے ہیں - سنگیت رتناکر دیوگری کے راجہ سنگھن کے دربار کے استاد شارنگ دیو نے تیرھویں صدی کے آغاز میں لکھا تھا - اس لئے وہ ہمارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان ہے - اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر ، باجوں کی چار قسمیں ، سروں کی آواز ، اور قسم ، نال ، لے ، زمزمہ ، گتکری ، راگ ، گھت وغیرہ کے عیب و ہنر ، رقص اور اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور صدھا امور کا بیان کیا گیا ہے جن سے ہمارے زمانہ کے فن موسیقی کی ترقی کا پتہ چلتا ہے -



(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - استادھائی کے مصنف پانلی (سنہ ۶۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شالی اور کرشاشو کے نت سوتر موجود تھے - بھرت کا نات شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ 'وتل'، 'کومل' وغیرہ اسانڈہ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - نات شاستر کی بنیاد پر 'بھاس'، 'کالی داس'، 'بھوبھوتی'، وغیرہ شعرا نے صدھا نائکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجذونانہ رقص 'نانڈو' اور پاربتی کا نارنہانہ رقص 'داس' کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

عام سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے 'نیتی شاستر' یا 'دندنیٹی' کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پررب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جاسکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکہ الارا تصنیف 'جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں'، کوتلیہ کا ارتھ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبل کی ہے اس لئے ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ہے۔ ہمارے دور کے آغاز میں کامنڈک نے 'نییتی سار' نام کی کتاب نظم میں لکھی۔ کامنڈک نے کوتلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے 'نییتی واکیامرت' نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم، قوم کے ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، 'راجہ' وزیر، 'مجاہد' شوری، 'قلعہ'، 'خزانہ'، 'سزا' اور اتحاد—راجہ کے فرائض اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ہی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات اذریں اصول درج کئے گئے ہیں جن میں 'دش کمار چرت'، 'کرانارجن' اور 'مدرا راکشس' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی۔ ہندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ہے کیونکہ قانون اور سیاست باہم مربوط ہوتے ہیں۔ ملکی ترقی کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

سنسکرت کا دھرم، ایک جامع لفظ ہے - انگریزی یا فارسی میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذہب دونوں اس میں شامل ہو جاتے ہیں - ہمارے دھرم شاستروں میں مذہبی قواعد ہی نہیں، ملکی اور مجامعی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ہیں - ہمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں سمو اسمرتی ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ہمارے دور کی تفسیروں میں دیکھا جاتا ہے، (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارہویں صدی) کی تفسیریں مشہور ہیں - اس اسمرتی کا نفاذ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ جارا، برہما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ہوا تھا - ہمارے دور میں یاگودولکھ اسمرتی لکھی گئی - اس میں سمو اسمرتی کے مقابلہ میں زیادہ بودار مغزی سے کام لیا گیا ہے - اس کے تین ابواب ہیں (۱) آچار ادھیائے (شرع)، بیوہار ادھیائے (عمل)، اور پرائشچیت ادھیائے (کفارہ) - آچار ادھیائے میں چاروں برنوں کے فرائض، حلال و حرام، زکوٰۃ، شدھی، رتبہ، راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ہے - بیوہار ادھیائے میں قانون سے متعلق سبھی امور سے بحث کی گئی ہے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے، الزام، شہادت، صفائی، قرض کا لین دین، سود، سود در سود، تمسک اور دیگر تحریرات، شہادت اولیٰ، قانون متعلق وراثت، عورتوں کے جائدوسی حقوق،

حدود کے تنازعے، آقا اور خادم اور زمہدار اور کسان کے باہمی قصے، مشاہرہ، قمار بازی، درشت کلامی سخت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پلچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائے زنی کی گئی ہے۔ پرانشیت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے۔ اس مستند کتاب کی تفسیر اکھارہویں صدی میں وگھانیشور نے 'متاکشرا' نام سے لکھی۔ متاکشرا کو اس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا۔ وگھانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے۔ موقع موقع پر اس نے ہاریت، شکھہ، دیول، رشنو، وسشت، یم، ویاس، برہسپتی، پاراشر، وغیرہ کی اسمرتھوں کی سندیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے بعض اسمرتھیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں۔ لکشمی دھر نے بارہویں صدی میں 'اسمرتی کلپترو' ایک کتاب لکھی۔ یہ اسمرتھاں مذہبی ہدایتوں کا بھی کام دیتی تھیں۔ آخر کی اسمرتھوں میں چھت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں۔

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی۔ کونہہ کے ارتھہ شاستر میں اس کے لئے 'وارتا' نام آیا

ہے - یورپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ، مبادلہ ، تقسیم ، اور صرف یہہ چار خاص ابواب ہیں ، لیکن زمانہ سابق میں پیداوار ، ہی اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - زراعت ، صنعت ، حرفت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لہن دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم ہی اس زمانہ میں محدود تھا ، اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئی ہو - ہاں ، اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بھشمار تصانیف موجود ہیں - زراعت کے متعلق ' پادپ بوکشا ' برکش درہد ' برکش آیوروید ' ششہہ آند ' کرشی پدمتی اور کرشی سلکرا وغیرہ کتابیں موجود ہیں - فن معماری اور مصوری پر ' استو شاستر ' پراسادانوکھرتن ' چکر شاستر ' چترپت ' جلازل ' پکشی مذہیہ آلے لچھن ' رتھلچھن ' ہمان ودیا ' ہمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور کرنے کے قابل ہیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادھکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بھرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دھار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ ' مے شلپ ' اور ' وشو کرمی شلپ ' خاص طور پر قابل ذکر ہیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات ، زمہن کا معائنہ ، زمہن کی پیمائش ، اطراف کی تحقیق ، موضع اور شہر کی توسیع ، محلات کے مختلف حصے ،

وغیرہ اور وشوکرمی شلپ میں ملندروں ' مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی ' لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں گی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں 'رتناوی پریشا' 'رتن پریشا' 'ملی پریشا' 'گہان رتن کوش' 'رتن دیپکا' اور 'رتن مالا' خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہہ خاص ہیں - 'لوہ رتناکر' 'لوہارنو' اور 'لوہ شاستر' - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب 'چھتر گنت شاستر' موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل ہی آگے بڑھ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یہاں مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی تھیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننے والے بولا کرتے تھے - کچھ لوگ اسے پالی بہاشا بھی کہتے تھے اور لٹکا ' برہما ' سیام وغیرہ ملکوں کے میں بیان بودھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائین (کائیچین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اُپدیشوں کی اصلوں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بودھ جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اُپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کر کے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ تسمیوں ہو گئیں - ماکدھی ' شوریہنی ' مہاراشتری ' پوجاچی ' آونتک اور آپہرنہں -

ماکدھی

ماکدھی مکدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتے ہے - اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت نہیں ہوئی - عام طور پر سلسکرت کے نائکوں کے چھوٹے درجہ کے ملازم مثلاً دھور، سپاہی، بدیشی، جہن سادھو اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی ہیں - د ابھگھان شاکنٹل، د پرودھ چندرودے، بھٹی سنگھار، اور د لیت بگرہ راج، میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر آتی ہے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد کئی قسمیں ہو گئیں جن میں خاص د اردھہ ماگدھی ہے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط ہو جانے سے ہی یہہ نئی قسم پیدا ہو گئی - جہلوں کے آگم نام کی مذہبی کتابیں اسی اردھہ ماگدھی زبان میں ہیں - د پٹومبجری، نام کا پرانا جہن کاویہ اسی زبان میں لکھا گیا ہے - راجہ اُدیپ کا قصہ بھی اسی زبان میں ہے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے علاقہ کی زبان تھی - سلسکرت نائکوں میں عورتوں اور مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا گیا ہے - د رتناولی، د ابھگھان شاکنٹل، اور د مرجھہ کتک، وغیرہ نائکوں میں اُس کے نمونے موجود ہیں - اِس بہاشا میں کوئی نائک نہیں لکھا گیا - د کمبری جہلوں کی بہت سی مذہبی کتابیں اسی شورسینی بہاشا میں مکتی ہیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بہاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ست سٹی (سہت شتی) ' پرور سہن کی تصنیف ' راوں وھو ' (سہت بندھہ) ' واک پتی راج کی تصنیف ' گوزوھو ' - اور ھیم چندر کی تصنیف ' پراکرت دیواشرے ' وغیرہ نظمیں اور ' وجالگ ' نام کی لطائف کی تصنیف اسی بہاشا میں لکھے گئے ھوں - راج شیکھر کی ' کرپور منجری ' میں جو خالص پراکرت کا ستک ھے ' ھری اُدھہ (ھری بردھہ) اور نندی اُدھہ (نندی بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ھیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ھوا ' کورم شتک ' اور دوسرا ' کورم شتک ' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ھوا اسی بہاشا میں ھوں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ھوے ' سرسوتی کلتھہ آبھرن ' نامی پانٹھہ سالہ میں پتھر پر کھدے ھوئے ملے ھوں جو دھار میں ھے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جھن مہاراشٹری ھے جس میں شویتامبروں کے حالات ' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ھیں - منڈور کے راجہ کک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ھے اور جو چودھور راج کے موضع گھتھالا میں ملا ھے اسی بہاشا میں لکھا گیا ھے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور ہندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گڑا تھیہ کی کتاب دہریت کتا ہے جو اب تک دستاویز نہیں ہوئے - سلسلہ میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں ہوئے جو چھ مہندر سوم دیو نے کئے تھے -

آرنک

آرنک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو ارنک کہتے تھے - اس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - دہرچہ کتک ، ناک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھاشا ارجون (ارنک) ، پاریاتر (بھتو اور چمیل کی والدی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رہتی تھی راجپوتانہ ہوتے ہوئے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ہے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وہاں رائج ہو گئی ہو اور وقت کے ساتھ اس میں کچھ تبدیلیاں ہو گئی ہوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی ہی ایک شاخ سمجھنا چاہئے -

آپ بھرنش (مظہر)

آپ بھرنش بھاشا کا راج گجرات ، ماروار ، جنوبی پنجاب ،

راجپوتانہ ، اونٹنی ، ملندسور وغیرہ مقامات میں تھا - دراصل آپ بھرنش کوئی زبان نہیں ہے ، بلکہ ماگدھی وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپ بھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے - راجپوتانہ مالوہ ، کاٹھیوار اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھائوں کے ذنگل بھاشا کے گہت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہوں - قدیم ہندی بھی بیشتر اسی بھاشا سے نکلی ہے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہ تر منظوم ہیں - ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب ' بھری سیٹکھا ' ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ہوئی ' سنگم منجری ' پشپ دنت کی تصنیف ' نستیہ مہاپوری ' سگن الذکار ' نیندی کی لکھی ہوئی ' أرادھنا ' یوگندر دیو کی تصنیف ' پرمانم پرکاش ' ہری بھدر کی رقم کردہ ' نہمی ناچریو ' وردت کی ' ویرسامی چریو ' ' اترنگ سندھی ' ' سلساکھاین ' ' بھوی کٹمب چرتو ' ' سندیش شتک ' اور ' بھاوناسندھی ' وغیرہ بھی اسی بھاشا کی کتابیں ہیں (۱) - ان کے علاوہ سوم پرہیہ کے ' کاماریال پرہودھہ ' رتن ملندر ملی کی ' اُپدیش ترنگنی ' لکشمی گاری کی ' سپاسناہ چریم ' - کالی داس کے

(۱) ' بھری سیٹکھا ' دیپاچہ صفحہ ۳۱-۳۶ (کانکوار اورینٹل سیریز نمبر

’د وکرم اُروشی‘ (چوتھا ایکٹ) ہم چندر کے ’کمار پال چرت‘، ’کالکا چاریہ‘ کہا‘ اور ’پریندھہ چلتا منی‘ وغیرہ میں جا بجا آپ بھرنس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے۔ ہم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپ بھرنس کی جو ۱۷۵ مثالیں دی ہیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا۔ اُن مثالوں میں حسن و الفت، شجاعت، رامائن اور مہابھارت کے ابواب، ہندو اور جہن دھرم، اور ظرافت کے نمونے دئے گئے ہیں۔ اس بھاشا کو جیلوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالا مال کیا۔

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کے صرف و نحو کی ترقی بھی لازمی تھی۔ ہمارے دور کے کچھ پہلے وردیچ نے ’پراکرت پرکاش‘ نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا۔ اُس میں مصنف نے مہاراشٹری، شوریہنی، پھشاجی اور مائدھی کے قواعد کا ذکر کیا ہے۔ لکھنیشور کی لکھی ہوئی پراکرت کام دھیلو، مارکندیہ کی بنائی ہوئی پراکرت سرپسو، اور چند کی لکھی ہوئی پراکرت لکشن، بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابیں ہیں۔ مشہور عالم ہم چندر نے سنسکرت ویاکرن ’سدھہ ہم چندر انوشاسن‘ لکھے ہوئے اُس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھی لکھا۔ اُس میں سدھانت کومدی کی طرح مضمون دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ہے - ہوم چنڈر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسہنی کے خاص قواعد لکھے کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ہے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھے کر لکھا باقی شورسہنی کے مطابق ہے - اسی طرح پوشاچی، چولیکا پوشاچی اور اپبہرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سلسکرت کے مطابق ہے - سلسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا پد دئے ہیں، لیکن اپبہرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ہے -

پراکرت فرہنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرہنگ بھی لکھے گئے - دھنپال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اہلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ہے - مگر ہوم چنڈر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ہے - ہوم چنڈر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرہنگ دیپشی نام مالا، مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ہے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - پہلے دو حروف کے الفاظ ہیں، پھر تین حروف کے، بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

ہوں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگلارن نے 'ابھی دھان پدیپکا' نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی ہند کی زبانیں

شمالی ہندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی ہند کی درواز بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے - درواز بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں گے -

تامل

جنوبی ہند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بھاشا ہے - اس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے سانہ کچھ نہیں کہا جاسکتا - اس کا سب سے پرانا ویاکرن 'تول کاپ پیم' ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب 'نال دیار' ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھ اجزا ہی باقی رہ گئے ہیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو وللوکر کا 'کرل' ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تینوں پدارتھوں 'کام'، 'ارتھ'، 'دھرم' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیہش دئے گئے ہیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاہئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غھر معلوم شاعر کی تصنیف 'چنتامن'، کمبن کی تصنیف 'رامائن'، دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ہمارے دور کی یادگاریں ہیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ہیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پونکھار	کل ولی نادیپتو	ساتویں صدی
چے کوندان	کلنگتو پرنی	گھارہویں صدی
نا معلوم	وکر م شول نولا	بارہویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	”

اس زبان کا نشو و نما زیادہ تر چیلہوں کے ہاتھوں ہوا - زمانہ ما بعد میں وہاں شہو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم الخط کے بالکل غھر مکمل ہونے کے باعث اُس میں سلسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم الخط کی ایجاد کی گئی -

ملہالم نے بھی تامل زبان کی تقلید کی - لیکن چاند ہی اس میں سلسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ہو گئے -

ہمارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصانیف نہیں ہوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کَنڑی

تامل کی طرح کَنڑی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جہڑوں نے ہی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود ہیں - دکن کے راشٹر کوت راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں 'عروض' پر 'دکری راج مارگ' لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جہن، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذہبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود ہیں - ان میں سب سے معرکہ کی کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا ہوا 'بسو پران' ہے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز ہے - کوئی پمپ کا 'پمپ بھارت' یا 'دکرم ارچن وجے' ہمارے دور کی شاعری کی یادگار ہے - درگ سنگھ نے پنچ تلتر کا ترجمہ بھی ہمارے ہی دور میں کیا - اس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ہوئے (۱) -

تیلگ

تیلگو بھاشا اندھرا صوبہ میں مروج ہے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب ہے - اس کی پرانی

کتابیں دستخط نہیں ہونیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارہویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیمکاروں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گیت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیم یافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلباء تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک مٹھ یا ادارہ ایک ایک تعلیم گاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہونسنانگ لکھتا ہے کہ قذوچ میں ہی کئی ہزار طالب علم مٹھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلباء کا مجمع تھا -

چھٹی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں پانچ ہزار مٹھ یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبہ تعلیم پاتے تھے۔ ہیونسنانگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد بھی درج کر دی ہے (۱) - ذی علم براہمنوں کے مکانات اور جن سادھوؤں کے گوشے چھوٹے چھوٹے پانڈیٹ شالوں کا کام دیتے تھے - سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے - اس طرح سارے ہندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت ہوتی تھی -

نالد کے دارالعلوم

محض چھوٹے چھوٹے مدرسے ہی نہ ہوتے تھے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی ہمسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے - ایسے جامعوں میں نالد، نکش شلا، وکرم شیل، دھنکتک (جذبہ میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - ہیونسنانگ نے نالد کے جامعہ کا ميسوط ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں - اس سے اُس زمانہ کے تعلیم گاہوں کا کچھ علم ہو جائے گا -

نالد کے دارالعلوم کی بنیاد مکدھ کے راجہ شکرادتھ نے ڈالی تھی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

کافی رعایت کی۔ اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطیے تھے۔ انہیں مواضع کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا۔ یہاں دس ہزار طالب علم اور تیرہ ہزار انالوق رہتے تھے۔ دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے۔ چاروں طرف اونچے اونچے بہار اور مٹھ بنے ہوئے تھے۔ بچے بچے میں مدرسے اور دارالمنظرے تھے۔ اُس کے چاروں طرف بودھے علما اور مبلغین کی سکونت کے لئے چومنزائے عمارتوں تھیں۔ خوشنما دروازوں، چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھ کر لوگ حیرت میں آجاتے تھے۔ وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھ بڑے بڑے ادارے تھے۔ طلبا سے کسی قسم کی فرس نہوں لی جاتی تھی۔ اِس کے برعکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز، کھانا، کپڑا، دوا، کتابیں، مکان، وغیرہ مفت دئے جاتے تھے۔ اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱)۔

اس جامعہ میں بودھے ادبیات کے علاوہ وید، ریاضیات، نجوم، منطق، ریاضی، طب، وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ وہاں سیاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رصدگاہیں بنی ہوئی تھیں۔ وہاں کی

آبی گھڑی مکدھہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعہ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے ہی طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس ہزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ہے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - ہرش نے اپنے دارالمشاوَرَت کی تقریب میں نالند سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیضدار جامعہ کی ہستی خاک میں مل گئی -

جامعہ انکش شلا

ہندوستان میں انکش شلا کا جامعہ سب سے قدیم تھا - پتلیجلی، چانکھہ اور جیووک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور انالوق تھے - سب سے عظیم الشان بھی یہی ادارہ تھا - اس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - د مہاست سوم جاتک، میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھ طلبا کو ادارہ کی طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جانکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اس میں کچھ مضامین

یہہ تھے: وید، اٹھارہ علوم، (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے)، ویاکرن، صدائی، فن حرب، ہانہی کا علم، مکتروں کا علم اور عام شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکے کے بعد طلبا صحت و حرمت و فہرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور فہرہ مملک کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں فارت ہوا -

نصاب تعلیم

انسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - انسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے - مبتدی کو پہلے برن بودھ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۶ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پاندی کی 'اشت ادھیائی' حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد 'دھانوپاتھ' پڑھایا جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں، دس سال کی عمر میں اسکا اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا - اس کے بعد جہادیتھ اور وراٹن کی

’کاشکا ورتی‘ کی یہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی -
 ’تسنگ لکھتا ہے کہ ہندوستان میں تحصیل کے لئے
 آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر
 مطالعہ کرنا پڑتا ہے - یہہ ساری کتابیں حفظ ہونی
 چاہئیں - اس ورتی کو ختم کر لہئے کے بعد طلبہ نظم و
 نثر لکھئے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں
 مصروف ہو جاتے تھے - ’نہائے دوار تارک شاستر‘
 (ناگرجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے
 انہیں صحیح استدلال اور ’جاتک مالا‘ کے مطالعہ سے
 ادراک کی قوت پیدا ہوتی تھی - انہا پڑھ چکئے کے بعد
 طلبہ کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی - لیکن
 ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا - اس کے بعد مہا بھاشیہ
 پڑھایا جاتا تھا - بالغ طالب علم اسے تین سال میں
 ختم کر لیتا تھا، بعد ازاں بھرت ہری کی تصنیف کردہ
 مہا بھاشیہ کی تفسیر‘ اور ’واکھہ پردیپ‘ پڑھائی جاتی
 تھی - بھرت ہری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں
 لکھی - اُس کی تفسیر دھرم پال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں
 کی تھی - اس کے پڑھ لہئے کے بعد طالب علم ویاکرن
 میں منتہی ہو جاتا تھا - ہونسانگ نے بھی نصاب تعلیم
 کا ذکر کیا ہے - ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد منتر و دیا
 منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا - اس کے بعد
 علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی - مابعد نہائے اور آخر میں
 ادھیاتم و دیا (مابعد الطبیعات) - ’تسنگ لکھتا ہے ’آچاریہ

’جن‘ کے بعد دھرم کی دہرتی نے منطق میں اصلاح کی اور گن پڑبھ نے ’ونے بتک‘ کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا “ (۱) - یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاہتے تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھ کر دنیا کے کاروبار میں مصروف ہو جاتے تھے - مذہبی تعلیم خاص طور پر دی جانی تھی - یہہ حیرت کا مقام ہے کہ بودھہ جامعوں میں بودھہ مذہبی تعلیم کے سانہہ ہندو دھرم کی کتابوں کی پوری تعلیم دی جانی تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذہبی معاملات میں آزاد خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ہیونسنانگ لکھتا ہے کہ ماہر انالیتی طلبا کے دماغ میں زبردستی معلومات کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذہنی نشوونما کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں - وہ جنس طلبا کی دل شکنی نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کی کوشش کرتے ہیں (۲) -

علما میں علمی مذاظرے بھی اکثر ہوتے رہتے تھے -

(۱) ٹاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز ان انڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۸۱ اور واٹرس آن ہورن چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۳۵ - ۵۵ -
(۲) واٹرس آن ہورن چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانہ کاشی میں ہوتا ہے -

تیسری تقریر

نظام سلطنت ، صاغت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سواسیات اور آئوں سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتوں تھیں جنہیں 'راج' بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاسیات بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتوں نظر آتی ہیں - ہر شے کے عہد فرمانروائی میں نامرلیہکوں ، ہیونسنگ کے سفر نامے اور ہر شے چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھہ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ، جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج ورڈھن کا وزیر اعظم بھٹکی تھا - راج ورڈھن کے مارے جانے پر بھٹکی نے تینوں سواسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہر شے فرض شناس ، ہر دل عزیز ، اور رحم دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اُسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

دکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے - وزرا نے اس پر متفق ہو کر ہرش سے راجہ بلنے کی استدھا کی - اس سے واضح ہوتا ہے کہ مجلس شوریٰ کے ہاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - ہر ایک شعبہ کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا ہے مثلاً امور خارجہ ، شعبہ حربہ ، شعبہ عدالت ، شعبہ مالیات وغیرہ خاص ہوں - راجہ کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ ہمیشہ مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے پہچانا یہہ اُس کا خاص فرض تھا - ہیونسانگ نے لکھا ہے راجہ کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نہ کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصہ سے برسر حکومت رہتی آئی ہے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاه خلق ہے (۱) -

راجہ کے فرائض

انفرادی حکومت ہونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور ہوتا تھا - اُس زمانہ میں براہمنوں اور دھرم گروؤں کا اثر راجہ پر بہت زیادہ ہوتا تھا - وہ سلطنت کے ہر ایک شعبہ اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سہاسی امور کی ہی طرف دھیان نہ دیتا تھا بلکہ ان کی اخلاقی مذہبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذہبی اصلاح و

ترقی میں نمایاں حصہ لیا، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی۔ ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی۔ جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصدیق کرتا تو راجہ اُسے سئلے کے لئے دیکر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا۔ کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی 'شری کلتھہ چرت' سئلے کے لئے قلعہ کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل، اور شمالی کونکن کے راجہ اپرانتھ کے دربار سے تہج کلتھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے۔ تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی۔ راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا۔

نظام دیہی

انتظامی سہولتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ خاص خاص حصے 'بھکتی' (صوبہ) 'رہے' (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے۔ دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا۔ دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا۔ گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔ مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا۔ یہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے۔ اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے۔ مرکزی

حکومت سے . مسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سہاست پر بہت روشنی پڑتی ہے ، مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجالس ہوتی تھی - ان کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائوں ہوتی تھیں - براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے - ہمایادوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰۰ موضوعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تلجور وفہرہ میں اب تک قائم ہیں - عام موضوعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائوں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاح ، آبپاشی ، تجارت ، ملدر ، عطیات وفہرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سہلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود ملدر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اُس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جانی تھی - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھے لہتی تھی - سارا حساب کتاب تاز کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آب رسانی کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھی مندرج بھکار نہ ہونے پانا تھا - نہروں تالابوں اور کلوڑوں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اُس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا ناقابلیت سبھاؤں کے انعقاد، اراکین کے عام انتخاب، شاخ سبھاؤں کی تنظیم، آمد و خرچ کے مستحذوں کے تقرر، وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ تھیکروں پر امیدوار کا نام رکھے کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے رویرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت رائے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

(۱) ونے کمار سرکار - دی پریٹیکل انسٹی ٹیوشنس اینڈ تھیوز آف دی ہندوز

(۲) اریکولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۱۹۰۴-۵ | صفحہ ۴۵-۴۴

جانب سے لا پرواہ ہو گئی - سلطنت میں چاہے کتنے ہی بڑے انقلابات ہو جائیں، لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ ہوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ ہونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غور ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - ہندوستان میں اتنے تغیرات ہوئے مگر کسی فرمانروا نے پندچانتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی ہوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تغیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی، جرمانہ، قید، اعضاء جسم کا انتطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - ہر شخص کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا ہے - یاگیہ و لکھیہ نے کئی سخت اور بے رحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا ہے - براہمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن ہوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اہلکار ہوتے تھے -

یادگیریہ ولکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ہے ، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور باقاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ہے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا -

عورتوں کی سیاسی حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ہی باپ کی جائیداد کی وارث ہوتی تھی - اپنے مہکے سے ملی ہوئی جائیداد پر لڑکی کا کامل حق ہوتا تھا - ملو نے اس کا ذکر کیا ہے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوئے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا بات اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۶۰ -

(۲) ونے کنار سرکار - دی پولیٹکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہہ انڈازہ عہدہداروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمرات کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جلدہیں مہاراجہ ' مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہہ راجے سمرات کے دربار میں حاضر ہوتے تھے ' جھسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگہدار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو ' اڈرک مہاراج ' کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبہجانی فرمانرواؤں کے گوپتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استھانی ' وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا ' آیکتک ' کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشتھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبہجانی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک نامب پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو ' صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو ' راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।

रञः स्व हस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥

شلارا بلڈھی راجہ رٹھا راج کاہیہ نامہ شک سبہ ۹۳۰ (وکرمی سبہ ۱۰۶۵)

ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اہلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے ہیں - جیسے مہتر (دیہی سپہا کے رکن) - گرامک (گائوں کا خاص حاکم) ، شولک (مستحصل وصول کرنے والا اہلکار) ، گولمک (قلعوں کا منتظم) ، دھروادھی کرن (زمین کے مستاصل کا افسر) ، بھانڈاگار ادھی کرت (خزانچی) ، تلواتک (گائوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اہلکاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ہے - موجود کلارک کو اُس زمانہ میں 'دور' یا 'لیکچر' کہتے تھے - کرنک حال کے رجسٹرار کا کام کرتا تھا - ان عہدیداروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ہوتے تھے - 'دندپاشک' چورو دھرنک ، وغیرہ پوائس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ہوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصہ ہوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہ محصول غلہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - 'ملندپکا' (چنگی کا محصول) بھی کئی جلسوں پر لیا جاتا تھا - بلندگاہوں پر آنے والے مال ، یا دوسری سلطنت سے آنے والی چیزوں پر بھی محصول درآمد لیا جاتا تھا -

(۱) چٹنامنی رٹانک وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحہ ۱۲۸-۱۲۱ اور رادھا کد مکرچی - ہرش - صفحہ ۱۰۳-۱۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا ہیونسانگ نے لکھا ہے - اُس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا ہے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلیق کے کاموں میں صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف ہوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رہتی تھی - زمین کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتبوں میں ان پیمانوں کا ذکر کیا گیا ہے جیسے 'مان دند'، 'نورتن'، 'پداورت' وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی ہاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے ہوئے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باتوں کی بھی نگرانی ہوتی تھی - (۳)

(۱) رادھا کد مکرجی - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) وائس ہیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -

(۳) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ -

جلد ۲ - صفحہ ۲۲۰ -

رفاۃ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بلوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں، کنوؤں اور سراپوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیم مکالموں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی نظمیں بھی قابل تعریف تھیں - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علاحدہ تھا صوبہ جاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - ہرش کی فوج میں ساٹھ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھ گھوڑے تھے - ہیونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہانہی، گھوڑے، رتھ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوچ، بنایچ، سندھج،

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے ہیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم ہوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ہوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ہیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ہے - ملایا، جاوا، بالی وغیرہ جزیروں میں ہندوؤں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منظم ہونے کا پتہ چلتا ہے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لٹکا کر اپنے محروسیات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور اندمن تک جا پہنچا تھا - استریڈو نے ہندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ہے - بحری فوج کے موجود ہونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ہے - میکاسٹھلہز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ہوئے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ہے - ہر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ہوتے تھے - کل فوج کا افسر 'مہاسینا پتی'، 'مہا بل ادھیکش'، یا 'مہا بل ادھی کرت' کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو 'بھٹاشو سیناپتی' کہتے تھے - سواروں کے افسر کو 'برہدشوار' اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو 'زن بھندا گار ادھی کرن' کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک 'مہاسادھک' نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو تلخوہ نقد دی جانی تھی لیکن انتظامیہ عمل کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھی اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکی حالت اور سیاسی نظام میں تغیر

مذکورہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص ہیں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھ ذکر اختصار کے ساتھ کریں - اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج ملتے جاتے تھے - ہرش اور پلکشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سولہ کی 'پال'، سین، پرتیہار، جادو، گول، راتھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھی - صدھا ریاستوں میں

(۱) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۱۲-۱۱۵ -

(۲) رادھا آمد مکرچی - ہرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بت جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی - قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا - ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسی کھٹیت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی - ملک کی سہاسیات اور دیگر انتظامی شعبہجات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اندی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی - اس وقت تک وہی پرانے منصبدار چلے آتے تھے - گیارہویں اور بارہویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتپہ (وزیر) ، پروہت ، مہا دھرم ادھیکش (مذہبی معاملات کا افسر اعلیٰ) ، مہا ساندھی وگرہک (لوائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) ، مہا سہنایتتر (سپہ سالار) ، مہا مدرادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی) ، مہاکش پٹلک (افسر بندوبست) ، وغیرہ عہدہداروں کے نام ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں سہاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ مہا کے استعمال سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے ماتحت اور بھی

اھلکار دھتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھ ریاستوں میں متحض متحاصل میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتے نئے محصولات کا ذکر ملتا ہے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھتری پال اور پرانت پال وغیرہ کئی منصبداروں کے نام ملتے ہیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ہی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں پرات واک (افسر عدالت) ہی کام کرتا تھا - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ہے کہ کوئی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - انھیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - برآمدوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - ان کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں برآمدن کو اندھا کر کے اس کا بایاں ہاتھ اور داہنا پیر کاٹ لیا جاتا تھا - چھتری اندھا نہیں کہا جاتا تھا - اس سے تحقیق ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دینے کا رواج موجود تھا - (۲)

(۱) چٹانمی وائیک ریڈ - ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحہ ۲۴۳-۵۲۴ -

(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۶۰ -

فوجی انتظام میں کچھ تبدیلی پیدا ہو رہی تھی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم ہوتا جانا تھا - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑھتا جانا تھا - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تھے - پچھلے زمانہ کے نامب پتروں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی سینا پتی، ہاتھی، گھوڑوں، اونٹوں اور بحریہ فوج کے افسر وغیرہ دھتے تھے - (۱)

باہمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آنا جانا تھا - سولہ صدی تو آٹھویں صدی ہی میں مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا - اور گیارہویں صدی تک پنجاب بھی لاہور تک اُن کے ہاتھ میں جا چکا تھا - بارہویں صدی کے آخر تک دلی، اجمیر، قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد ممالک متحدہ، بلنگال، دکن، وغیرہ صوبوں پر بھی اسلامی اقتدار قائم ہو گیا - اور رفتہ رفتہ بیشتر ہندو ریاستیں تباہ ہو گئیں -

مالی حالت

ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہندوستان نے محض روحانیت میں درجہ کمال نہ حاصل کیا تھا، دنیاوی

معمالات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی -
یہاں ہم اس زمانہ کی مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا
چاہتے ہیں -

زراعت اور آبپاشی کا انتظام

ہندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں
تقریباً سبھی قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ہوتے تھے -
کاشتکاروں کے لئے ہر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا
پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل
تعریف تھا - نہروں، تالابوں اور کنوؤں کے ذریعہ سے سچائی
ہوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی
میں انجینئیر کا ذکر آیا ہے جس کا نام 'سویہ' تھا -
جب کشمیر میں سیلاب آگیا تو وہاں کے راجہ اونتی
ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - 'سویہ' نے
جھلم کے کنارے بڑے بڑے باندھے بندھوا کر اُس سے نہریں
نکوائیں - اتنا ہی نہیں، اُس نے ہر ایک گائوں کی
زمین کا اس اعتبار سے کیمپائی معائنہ کیا کہ کس قسم
کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ہے - اسی معائنہ
کے مطابق ہر ایک گائوں کو مناسب مقدار میں پانی
مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ہے کہ
'سویہ' نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپہرا سانپ
کو نچاتا ہے - اُس کے اس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ
ہوا کہ مزرعہ میں بہت اضافہ ہو گیا اور ایک کھادی

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک ہو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو مہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جانا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کاییری ندی پر سو میل کا ایک باندھہ بنوایا تھا - راجندر (۳۵-۱۸-۱۷ء) نے اپنے نئے دارالخلافہ کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بھی کافی تھا - چندرگپت موریہ کے زمانہ میں گرنار کے نیچے ایک وسیع تالاب بنوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی تھی (۱) - بہتیرے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تھے جن سے سدچائی بہت اچھی طرح ہو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی ہے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم الشان تالاب بنوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیلا وہیرہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں ہی نے بنوائے تھے - کدوؤں سے مختلف طریقوں پر سدچائی ہوتی تھی جو آج بھی رائج ہے - آریوں کے ساتھ یہہ رواج لڑکا

(۱) 'ونے کمار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز

میں بھی داخل ہوا - پراکرم باہو (۱۱۵۰ء) نے لنکا میں ۱۲۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائی - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتی شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ہندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سربلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملبار کے ساحل پر ونچی تجارتی اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومندل ساحل پر پکر اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھانی باناپی (ضلع بیجاپور میں) بین الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتی مقام تھا - جہاں سے تجارت مشرقی چین کی طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ہند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق دار نہ تھا - اُجین شمالی ہند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹیٹیوشنز اینڈ ٹیریٹریز آف دی ہندوز
صفحہ ۳۰۱-۲۰۲

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں ہندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پائلی پٹر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میکاسٹینیز نے تفصیل کے ساتھ کیا ہے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آریہن کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علیٰ هذا اور بھی کتنے ہی بڑے بڑے شہر ہندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

ہندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے ہوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فہشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانہ مابعد کی بات ہے - ہرش نے ہیونسانگ کو بحری راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی وائٹوں سے پانچ ہزار ہندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پتہ چلتا ہے - ایتسنگ واپسی کے وقت سمندری راستہ ہی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

(۱) ونے کمار سرکار - دی بولیٹکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریٹکس آف دی ہندوز

میں اہل ہلد مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اسے جانتے تھے - پروفیسر مہکس ڈنکر کے بیان کے مطابق ہندوستان کے لوگ عہسی سے دو ہزار برس قبل بھی جہاز رانی سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکی راستے

خشکی راستہ سے بھی تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی - تجارتی آسانی کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جانی تھیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بھی یہ سڑکیں کچھ کم اہم نہ تھیں - کارومندل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تھی - یہ راس کمار کی تک جاتی تھی جسے چورڈیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ء) بدوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت تھی - ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاتلی پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولی سڑکیں تو ہر چہار طرف تھیں - (۲) خشکی راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ ہوتی تھی ، خارجی تجارت بھی ہوتی تھی - رائز دیوتز نے لکھا ہے اندرونی اور بیرونی ، دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ میل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا ہے - خشکی راستہ سے چین ، بابل ، عرب ، فارس وغیرہ ملکوں

(۱) ہر بلاس ساردا - ہندو سرپرارتھی صفحہ ۳۶۳ -

(۲) رنے کمار سرکار کی کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھ ہندوستان کی تجارت ہوتی تھی - (۱) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ یورپ کے ساتھ ہندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے ہوتا تھا -

۱- ہندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم ہوتا ہوا شام کی طرف -

۲- ہمالیہ کو پار کر کے آکسس ہوتے ہوئے بکر کاسپین اور وہاں سے وسط یورپ - (۲)

ہندوستانی تجارت

ہندوستان سے زیادہ تر ریشم، چھپنت، ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے، اور ہیرا، موتی، مسالے، مور کا پر، ہانہی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے ہندوستانی ململ نکلی ہے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث ہندوستان اتنا فارغ البال ہو گیا تھا - پلہلی نے لکھا ہے کہ روم سے سالانہ نو لاکھ پونڈ (ایک کروڑ روپے) ہندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھ روپیہ ہندوستان میں کھینچے چلے جاتے تھے - (۴)

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ء -

(۲) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -

(۳) پلینی - نیچرل ہسٹری -

(۴) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف پہلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید و فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار، کاشی، اور پشکو وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے تھے اُن کی تجارتی وقعت کچھ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفہ

فی زمانہ ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے، لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بنانا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہیوں سے مہیوں ممل، چھیلٹ، شال، دوشالے، وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارہویں صدی تک قائم تھی - یہاں تک کہ ایست انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوہا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھی - کچھ لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اہل ہند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے ملتے چلے آتے تھے - لوہے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی فیلیشیا بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر رائے نے لکھا ہے وہ دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی ہے ، لیکن فارس نے ہندوستانیوں سے ہی یہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا - (۱)

ہندوستان کے کمال آہنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آہنی ستون ہے - اننا بڑا ستون آج بھی یورپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اس ستون کو بنے تیرہ ہزار سال گزر گئے ہیں ، پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رہا ہے ، یہاں تک کہ اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا دچے استمبھہ ، (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز ہے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا ہے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی ماندو سے ملا ہوا ہے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوہے کی صنعت کا ذکر کرتے ہوئے مسز مہلنگ نے لکھا ہے کہ آج

بھی گلاسگو اور شیفلڈ میں کچھ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (۱) لوہے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ہوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ہوتا تھا - بھانت بھانت کے جواہرات کتکڑ سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھ زمانہ کے کچھ ایسے سونے کے پتھر ملے ہیں جن پر بودھ جانکیں (روائتیں) منقوش ہیں - اُن میں کئی ورق پلے اور ہیرے کے بنے ہوئے ہیں اور پتھری کاری کے طریقہ سے لگے ہوئے ہیں - جواہرات اور قیمتی پتھر کی بنی ہوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ہیں - اور ایسی ایک باوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ہے - پیراوا کے استوپ (مہنار) میں سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوٹے منہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ہے جس کے تھکن پر بلور کی خوبصورت منچھلی بنی ہوئی ہے - سونے کی بنی ہوئی کئی مورتیں اب تک موجود ہیں - پیتل یا ہشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ہی مندروں میں موجود ہیں - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کہاں سے دھات نکالنے اور انہیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلیونی نے ہندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ہے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ہاتھی دانت اور سنکھہ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - ان پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - اسٹیورنس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے دستکار اندے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے تھے کہ اہل یورپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ہو جاتے تھے - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پلمچائٹ ہی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں ان کے قائم مقام بھی رہتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - انہیں بھی ان جماعتوں

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اہل حرفہ یا دستکاروں ہی کی نہ ہوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی ہوئی تھیں - گوتم، ملو اور برہسپتی (سنہ ۶۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود ہے - گذیریوں کی پنچائتوں کا حوالہ کتبوں میں پایا جاتا ہے - راجندر چول (گیارہویں صدی) کے زمانہ میں جملوی ہند کے ایک گانوں کی گذیریوں کی پنچائت کو ۹۰ بھیریوں اس غرض سے دی گئی تھیں کہ وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانہ گھی دیا کرے - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وکرم چول کے زمانہ میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھی - پنچائتوں کا یہہ طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - بودھ تذکروں میں بڑی بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے ہیں - کپت زمانہ میں اہل حرفہ کی بہت سی پنچائتیں موجود تھیں - ۴۱۵ ع میں تھلہوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول، گندھی، دھانک وغیرہ پیشہوروں کی پنچائتیں بھی قائم تھیں - یہہ پنچائتیں بینکوں کا کام بھی کرتی تھیں - ہندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انہیں پنچائتوں کے ذریعہ ہوتی تھی - (۱)

سکے

سکوں کا کچھہہ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا - پہلے ہندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا - دوکاندار بھی تبادلہ ہی سے خرید فروخت کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے اکثر اہل کاروں کو مشاہرہ بھی غلہ ہی کی صورت میں دیا جاتا تھا - سرکار بھی لگان غلہ ہی کی صورت میں لیتی تھی - اس انتظام کے باعث ہندوستان میں سکے بہت کم ملتے تھے - سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی - ہر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بدوانا تھا - سکے بیشتر سونے، چاندی یا تانبے کے ہوتے تھے - زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ ہوتا تھا - صرف ان کا وزن معین ہوتا تھا - ہاں، ان پر آدمی، جانور، پرند، سورج، چاند، دھنس، تھر، مہنار، بودھی درخت، منگل، بجر، ندی، پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے ہوتے تھے - یہہ تحقیق نہیں ہے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے ملتے تھے یا تاجروں یا دلچائتوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے ہیں جو مالو قوم کے ہیں - ان کے بعد یونان، شک، کشن اور چھتریوں کے سکے ملتے ہیں - یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش ہیں - ان کے سکے سونے، چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکھ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھتریوں کی نقل کی - ایک طرف چھتریوں ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھتریوں صدی میں ہلوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ ، گجرات ، کاتھیوار ، مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پہنچے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بنائے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - سانبوں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ ہرش ، گوہل ہنسی ، پرمہار ہنسی ، تور ہنسی ، ناگ ہنسی ، (نرور کے) گھوڑالوں ، راشٹر کوٹوں ، (دکن کے) سولمکیوں ، جادووں ، چوہانوں (اجمیر اور سانہیر کے) ، ادبھانڈپور (اوہند) ، وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمہر کے چوہان راجہ اچے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمہر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج ہندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

ہندوستان کی مالی حالت

ہندوستان اپنی زراعت، تجارت، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں، سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برآمد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ہیرے، نہلم، موتی اور پنا کی کہانیاں تھیں - مشہور کوہ نور ہیرا بھی اُس زمانہ میں ہندوستان میں تھا - پلہنی نے ہندوستان کو ہیرے، موتی اور دیگر جواہرات کا مخزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ ہندوستان ہیرے، موتی، مونگے، لال، اور متعدد قسم کے دیگر جواہرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

بہ افراط ہوتا تھا - لوہا ، تانبا اور سیسہ بہ کثرت نکلتا تھا - چاندی زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تھی اس لئے مہنگی ہوتی تھی - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ گنی ہوتی تھی جو ہمارے زمانہ کے آخر تک سولہ گنی ہو گئی تھی -

ملک کی یہ خوشحالی ہمارے زمانہ کے آخری حصہ تک قائم رہی - سومناتھ کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی ہی جواہر نگار مورتیاں تھیں - قریب ہی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تھی جس کے ساتھ گھلتے بندھے ہوئے تھے - محمود غزنوی اسی مندر سے ایک کروڑ سے زیادہ کی دولت لوٹ لے گیا - اسی طرح قندوز اور معبرا وغیرہ مقامات سے بھی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر ہندوستان کی معاصرانہ خوشحالی کا اندازہ مقصود ہو تو اس زمانہ کے بلے ہوئے سیکڑوں عالی شان مندروں کو دیکھنا چاہئے جن کے کلس ، مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواہر نگار ہیں -

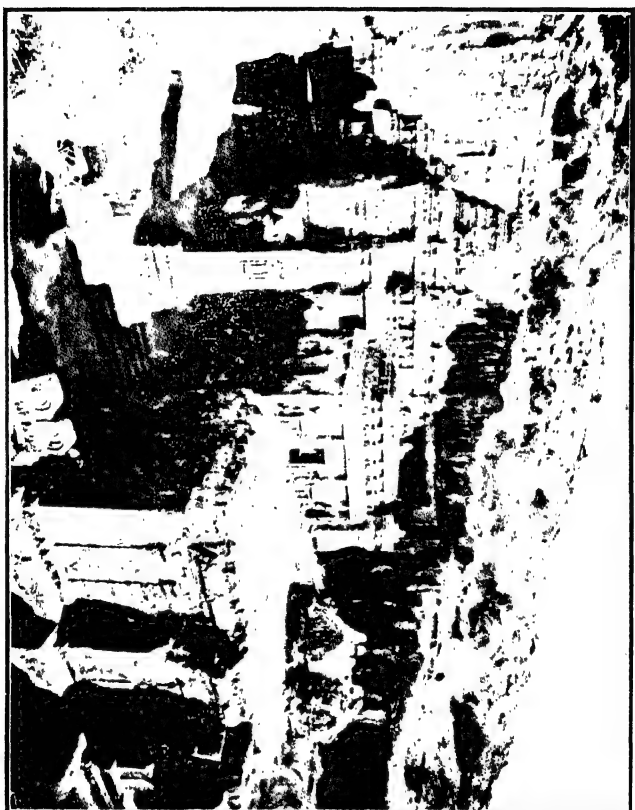
صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے ہیں - غار ، مندر ، ستون ، مورتی - ہمارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذہبی جذبات کے زیر اثر ہوا ہے - بودھ ، مینار ، چیت اور بہار وغیرہ اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے ہیں - مہاتما بدھ کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودھوں میں ان میناروں کا بہت احترام ہونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر ہوئے جن کی صداعی قابل دید ہے - مینار بڑی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گُلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تھے اور اُن کے چاروں طرف اتنی ہی خوشنما جگہ لگائے جاتے تھے - ایسے میناروں میں سانپ اور بھرہٹ کے مینار خاص ہیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر ہوئے ہیں - اب تک اُن پر بودھ دھرم کے قابل پرستش نشانات ' دھرم چکر ' بودھی درخت (شجر معرفت) ' ہاتھی وغیرہ ' اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش ہیں -

غار

ہمارے یہاں پہاڑوں کو کاتکر دو طرح کی گپھاٹیوں بنائی جاتی تھیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مینار ہوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع ہو سکیں - ایسی گپھاڑیں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا ہے - بہار بودھ سادھوؤں اور بھکشوؤں کا مقہہ ہوتا تھا جس میں ہر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے



(۱۸) ایشورا کا پھاڑی کیلاش مندر

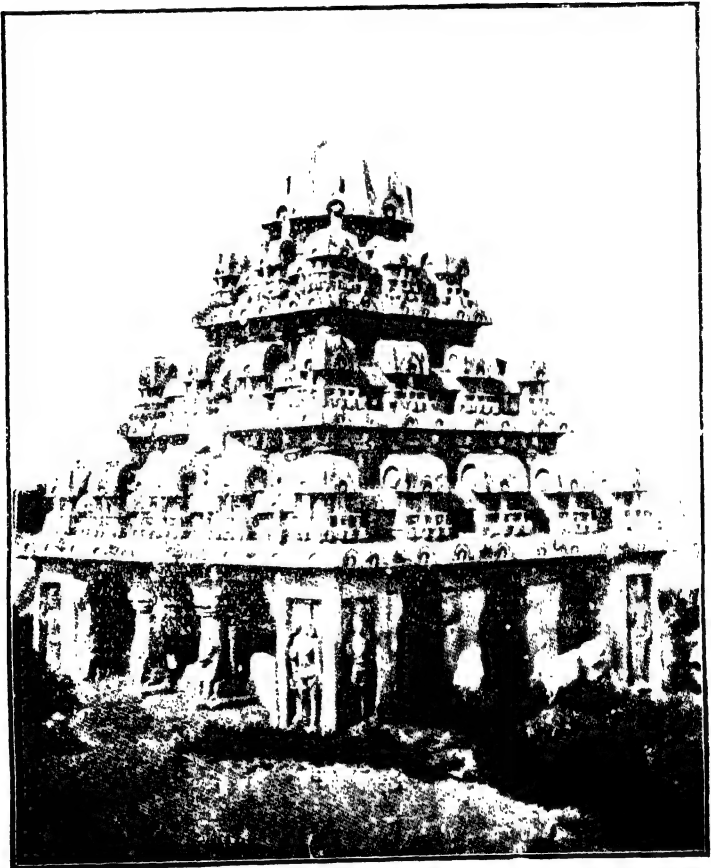
ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں تھے جن میں اچلتا ، اورا ، کارلی ، بھاجا ، بھڑسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاتھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ، راجپوتانہ میں ، جھالوار راج میں ، کولوی اور ممالک متوسط میں دھمدار ، باگھ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - ان میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدندان رہ جاتا ہے - زیادہ تر گپھائیں بودھوں کی ہیں - چین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اچلتا کی بعض گپھائیں ، اور کولوی ، دھمدار اور باگھ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگتراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

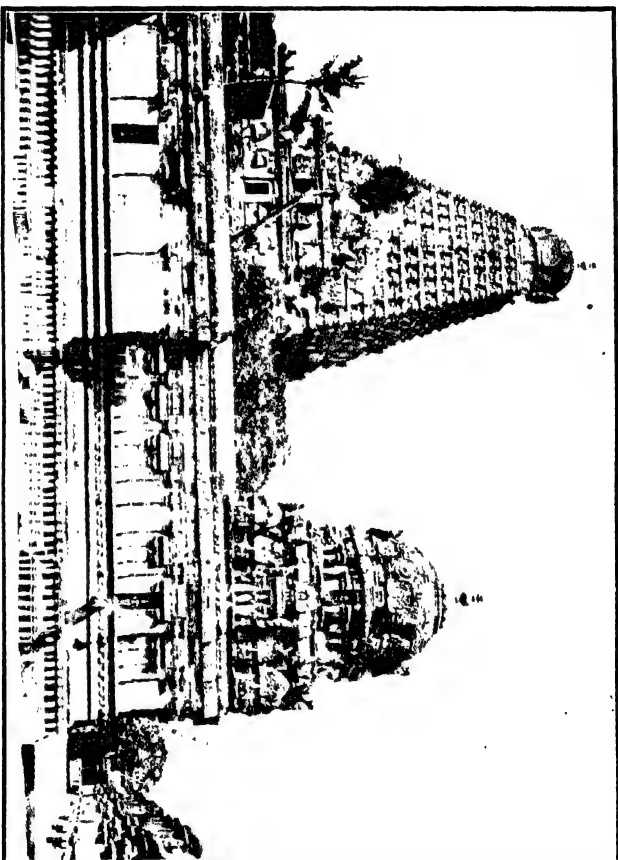
عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارہویں صدی تک سیکڑوں چھٹیوں ، اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برہمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ، اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - چھٹیوں اور برہمنوں

کے مندروں میں بہت کچھہ یکسانیت پائی جانی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ جین مندروں میں، ستونوں، دیواروں اور چھتوں میں جین دھرم سے متعلق مورتیاں اور روایتوں منقوش ہیں۔ برہمنوں کے مندروں میں اُن کے دھرم سے متعلق اکثر جیلوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوتی ہیں جن میں مختلف تورتھنکروں کی مورتیں نصب کی جانی ہیں۔ برہمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر ہوتے ہیں۔ ایسے مندروں کو پنچائنتی مندر کہتے ہیں۔ برہمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ ہوتا ہے جہاں مورتی نصب کی جانی ہے۔ اُس کے آگے منڈپ ہوتا ہے۔ جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بھدی بھی ہوتی ہے۔ دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پھہ ہوتا ہے جسے آملک کہتے ہیں۔ آملک کے اوپر کلس رہتا ہے۔ کلس ہی میں جھلندی ہوتی ہے جسے دھوج دند کہتے ہیں۔

دراور طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب ہوتی ہے کئی مغزلوں کا ایک چوکور منڈپ ہوتا ہے جسے بمان کہتے ہیں۔ اس کی شکل بتدریج مخروطی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا ہے۔ دراصل اس بمان



(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ



(۲۰) دراوڑ نسوینہ کا ہندو مندر

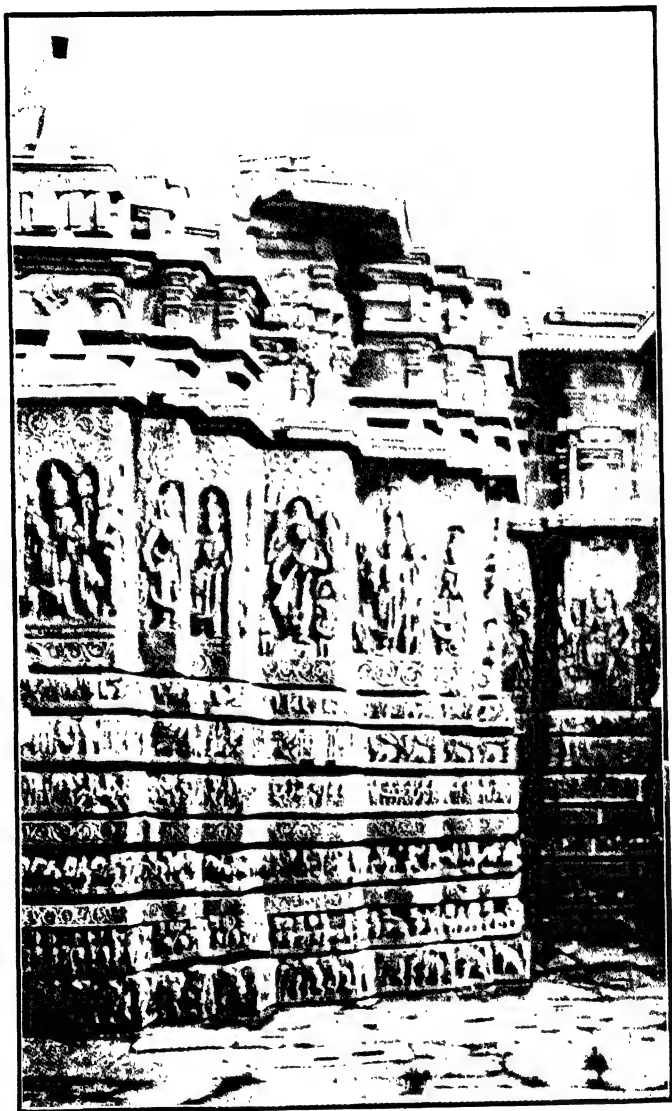
کا ادیری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بسانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گربہہ گره کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا 'کونل' (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتوں ملتوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں 'پشکر' بندرابن وغیرہ تہرتہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہوں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہوں - کچھہ خفوف سی ناہشاہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے ان مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناری صوبہ سے نظام اور مہسور راج تک، جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی، کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے شہو اور ویشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چہچہدار اور کئی منزلوں کے بھی ہوں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سہکڑوں خوبصورت

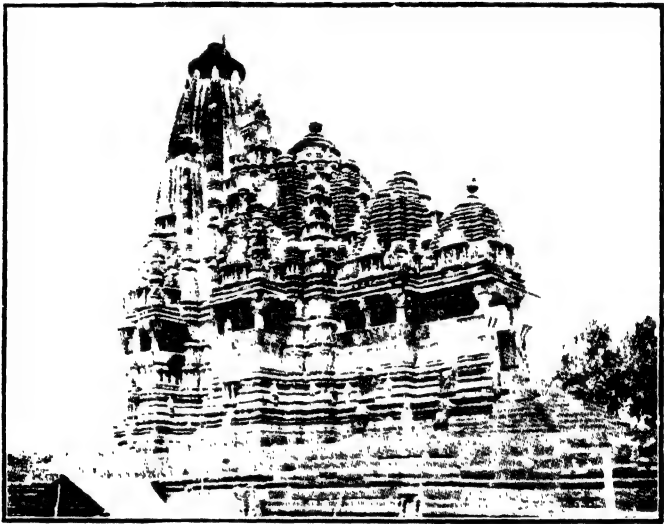
مندر موجود ہیں جن میں سے بعضوں کا حوالہ ذیل میں دیا جاتا ہے -

آریہ طرز کے برہمنوں کے مندر 'بھونیشور' (آریہ میں) ،
 ناکدا اور باتولی (اُدے پور راج میں) ، چتور گڑھ ، گوالہر ،
 چندراوتی (ریاست جھالارام میں) ، اویہاں (ریاست جودھپور میں) ،
 چندراوتی ، برمان (سروہی راج میں) ، کھجراہو (وسط ہند
 میں) ، کنارک ، لنگ راج (آریہ میں) ، وغیرہ مقامات میں
 ہیں - اسی طرح آہو ، کھجراہو ، ناکدا ، مکت گری ، اور
 پالی تانا ، وغیرہ مقامات کے جہن مندر بھارتی فن تعمیر
 کے اعلیٰ نمونے ہیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور
 (چنگلی پٹ ضلع میں) ، کانچی ورم (کانچی) ، الورا ، تنجور ،
 بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی ، (بیجا پور ضلع میں) ،
 سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سروں بیل گولا (حسن
 ضلع میں) ، وغیرہ مقامات میں ہیں - فن تعمیر کے
 اعتبار سے یہ مندر اعلیٰ پایہ کے ہیں یہہ علما کے
 ذیل کے اقتباسات سے ظاہر ہوگا -

باتولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے ہوئے
 کرنل تاد نے لکھا ہے : وہ اُس کی چہرہ انگیز اور بے مثال
 کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باہر ہے ، گویا
 کمال کا خزانہ لٹا دیا گیا ہے - اُس کے ستون ، چہت
 اور نگارہ کا ایک ایک پتھر چھوٹے سے مندر کا نظارہ
 دکھانا ہے - ہر ایک ستون پر نقاشی کا کام انڈا باریک



(۲۱) ہریش لیشور کے مندر کا باہری حصہ



(۲۲) آرید نمونہ کا نقشہ و مندر

صفحہ ۲/۷

[دیپنجرشو]

ہے کہ اس کا ذکر ”ہی نہیں ہو سکتا“ (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : ”آبو کے مندروں میں“ جو سنگ مرمر کے ہیں، ہندوؤں کی چھیدلی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسی باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا“ - (۲)

ہیلے ہڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : ”یہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا چہرہ انگہز نمونہ ہے - اس کی گُلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیدی نہیں ہوتی“ (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفیسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بڈائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتی - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوی نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کے علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

(۱) تاتہ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -

(۲) پکچرسک انٹریشنس آف اینڈنٹ آرکی ٹیکچر ان ہندوستان -

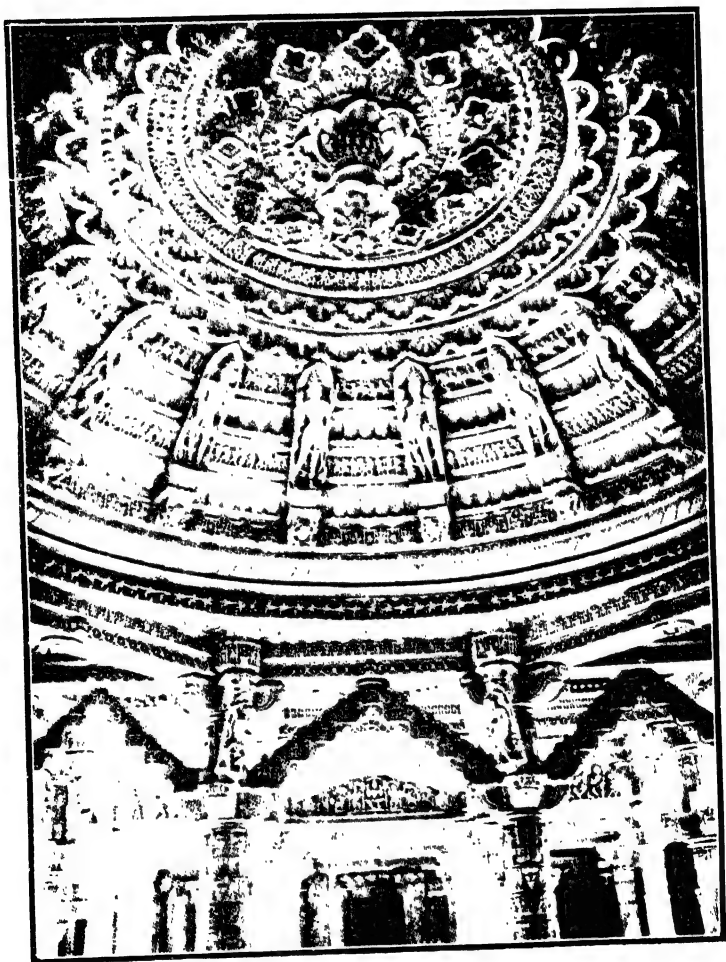
(۳) ہسٹری آف ڈائن آرٹ ان انڈیا - صفحہ ۲۲ -

(۴) انڈیا ریاست - صفحہ ۸۳ -

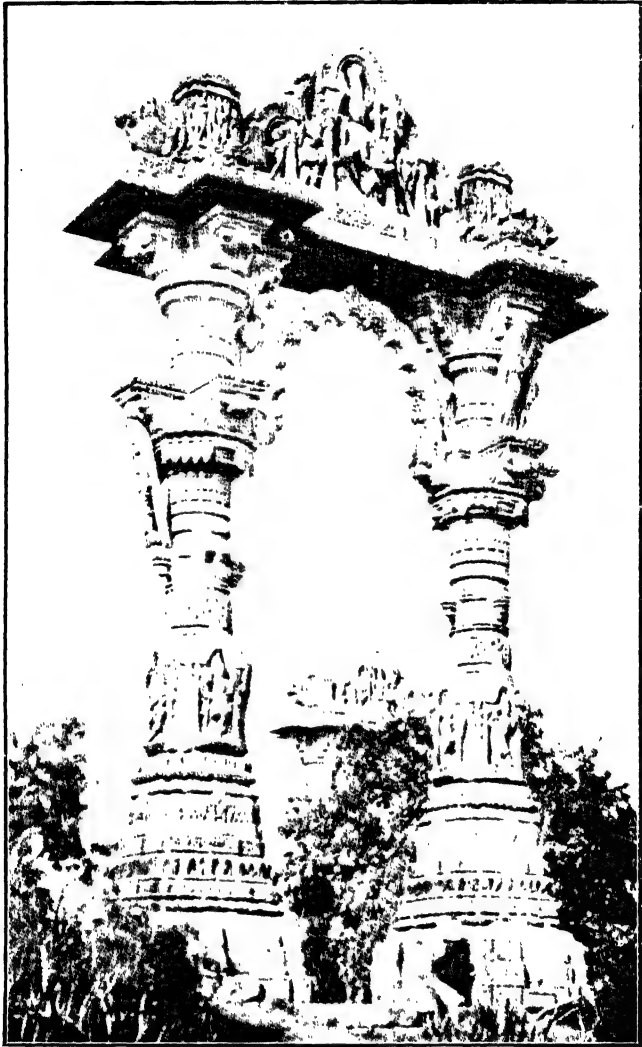
ایمان کی طرح مستحکم ہیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمہ کے بنے ہوئے ہیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتوں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دہلی ، پریاگ ، سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوئے ستون ہندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم ہیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک ہی پتھر سے کاٹے گئے ہیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت ہے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم ہے - فی زمانہ پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کنگیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شہر بنے ہوئے تھے - ایسے دو تین تکرے اب تک موجود ہیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رہے ہیں - اشوک کے بعد بومس نگر کا مشہور ستون ، مہرولی (دہلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آہنی ستون اور دیگر تعمیرات ہیں جو ہمارے دور مخصوص سے قبل کی ہیں - ہمارے دور کے ستون میں دو عظیم الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں ہیں - انہیں راجہ یشودھرم نے اپنے فتوحات کی



(۲۳) آجو کے جین مندر کا گلیچ اور دروازہ



(۲۳) بیونگر (معجزات) کے مندر کا پہاڑی

یادگار مہن بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ہی پتھر سے نہیں بنائے گئے ہیں، بلکہ کئی ٹکڑے ایک دوسرے پر جما دیئے گئے ہیں - آج کل وہ کھڑے نہیں، بلکہ زمین دوز ہو رہے ہیں - ییشودھرمین کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ہزاروں ستون یا تورن موجود ہیں، جن میں کچھ مندروں کے سامنے نصب ہیں، اور کچھ مندروں ہی میں لگے ہوئے ہیں - اُن کی صداعی کا اندازہ دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کونلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ہے - لہکن دست برد روزگار سے بچتی ہوئی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئی، یا قندھار سے نکلی ہوئی مختلف قامتوں کی بدھ کی مورتیاں ہیں - متھرا کے کنکالی تیلے والی جھن مورتیں اور راجہ کلشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم ہیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی ہیں - ہندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتور سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ہے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ہے کہ وہ راجہ اینتئی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے دھلے والے دیہ (Dion) کے بیٹے

ہیلیدور (Heliodoros) نے جو بھاگوت (ویشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ دگروز دھوج، بلوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سربتات نے ناراین بت نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بلوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھ عہسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عہسی سے قبل کی ہیں - اسی طرح عہسی سنہ کی چھٹی صدی تک کی سکڑوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں ہندو اور جڈن دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ، لکھنؤ، پیشاور، اجمیر، مدراس، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں، نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عہسی سنہ کی بارہویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اتنی پیچھے نہ بن سکیں -

ہندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر ہیول نے لکھا ہے : وہ کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کہا لیا ہے ، بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھایا ہے - اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہندوستانی فن معمیر کا درجہ یورپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ہے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ فن معمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ہے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ہو - یونان اور اٹلی کا فن معمیر بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے - ہندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ہے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھایا ہے “ (۱) -

مستمر گریفتہ کا قول ہے : ” غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی مغرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمع بھر بھی زیادہ کاتا ہو “ (۲) پروفیسر ہیرن لکھتے ہیں : ” مربع ستونوں کی نقاشی ، اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ہندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے “ (۳) - ہیول صاحب فرماتے ہیں : ” ہندوستانی طرز کی صورتوں میں جو عبق ، جو

(۱) ہیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -

(۲) دی پینٹنگس ان دی بدھست کیو ٹپاس آت اجنتا -

(۳) ہر بلاس شارد - ہندر سوویہاریٹی - صفحہ ۳۲۳ -

معدنویت اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں
نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زید بحث میں نظریات میں بہت ترقی
ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود
ہیں - ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف
کردہ ”سمرائگن سوتردھار“ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی
تصنیف شائع ہوئی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس
زمانہ میں جہت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں - اس
کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام
و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص
خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے
کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں -
مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت
اہم تذکرہ ہے - اُس میں مختلف قسم کے صدھا اوزاروں
اور آلات کا بیان کیا گیا ہے - ان میں سے بعض کا ہم
ذیل میں ذکر کرتے ہیں :-

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور سہاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصلوئی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے ، چلتے پھرتے اور بلندی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کندل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو دوری کے ذریعہ ناچتے ، لڑتے اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ ، ناف ، آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصلوئی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "دولت" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہنچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصلوئی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جائے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ متحیرالعقل اور مہتمم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے ہمان یا ہوائی تخت ہیں - ہمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہما بہنگ نام کی لکڑی کا بنایا جائے ، اُس میں پارے کا آلہ

دکھا جائے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُرتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں ان آلات کا بذانا لوگوں کو معلوم تھا ، یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بذانے کا علم ہے ، لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے ! معاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

ہندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھینچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ء سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضمون کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مختصر سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ آباد کے ایک اجنبی نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (مٹھ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں، اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاسٹر لگا کر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں، لیکن زیادہ تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھ کے واقعات زندگی اور مانری پوشک جانک، وشوانتر جانک، شدہ دانت جانک، دو رو جانک، اور مہا ہنس جانک، وغیرہ بارہ جانکوں میں بیان کی ہوئی روایتوں جو بدھ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے، تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں، باغچوں، جنگلوں، رتھوں، راج درباروں، ہاتھی،

گھوڑے، ہرن، وغیرہ جانوروں، ہلنس وغیرہ پرندوں، اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش ہو جاتا ہے جس میں جنگلوں، شہروں، باغیچوں، اور محاسراؤں میں، راجہ، سورما، تپسوی، ہر ایک درجہ و حال کے مرد، عورت، آسمانی فرشتے، گندھرب، اپسرا، کنر، اپنے اپنے پارت، کھیل رہے ہوں۔ ایسی صدھا تصاویر میں سے ہم ایک تصویر کا ذکر اس خیال سے کرتے ہیں کہ ان میں سے مختص تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے۔ مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۱ء) میں اُس کا سفیر راجہ پل کیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پل کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا۔ اُس وقت کے دربار کا منظر گہپا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا ہے۔ راجہ پل کیسی گدی سے آراستہ سنگھاسن پر بیضادی تکتے کے سہارے بیٹھا ہوا ہے، گرد پیش چنور اور پنکھا جھلنے والی کلہزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے ہیں۔ راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ قہاسا یہہ لوگ ولی عہد، یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص ہونگے۔ راجہ اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھ کہہ رہا ہے۔ راجہ کے سر پر مکت (تاج)، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور ہیروں کی ایک لڑی کلتھی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کلتھا ہے - دونوں ہاتھوں میں بازو بند اور کڑے ہیں ، انار کی جگہ پیچ لڑی موتیوں کی مالا ہے جس میں گڑہ کی پانچ بڑے بڑے موتی ہیں - کمر میں جواہر نگار کمر بند ہے - پوشاک میں نصف ران تک کچھنی ہے ، باقی سارا جسم برہنہ ہے - دکھنی لوگ جیسے توپتے کو سمیت کر گلے میں ڈال لیتے ہیں اسی طرح ایک توپتہ، کندھے سے ہٹ کر پیچھے کے تکیہ پر پڑا ہوا ہے ، اور اس کے دونوں سمتے ہوئے کنارے گدی کے آگے پڑے ہوئے نظر آتے ہیں - اس کا جسم قوی ، اعضا متناسب اور رنگ گورا ہے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا ہے ، اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جٹلے ہندوستانی مرد ہیں ان کے جسم پر وہی آدھی ران تک کچھنی کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ، اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھے ہیں - کمر سے نکا کر آدھی ران یا اس سے کچھ نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے ، اور بعض کے سینے پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی ہے - باقی سارا جسم کھلا ہوا ہے - یہاں کی قدیم نصاب میں عورتوں کے سینے اکثر کھلے ہوئے نظر آتے ہیں ، یا اس پر ایک پٹی بندھی ہوتی ہے - یہہ پرانا رواج ہے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا ہے (۱) - ایرانی سفیر راجہ کے مقابل

(۱) तदंग संग प्रसूदा कुल्लेद्रियाः केशादुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो दुमलं व्रजस्त्रियो विस्रुत मालाभरणाः कुरुद्वह ॥

کہا اس کی طرف تکتکی لکائے موتھوں کی کئی لڑیں
 یا کئی لڑیوں کی مالا ہاتھ میں لئے اُسے نذر کر رہا ہے -
 راجہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے - سفیر کے پیچھے دوسرا
 ایرانی بوتل سی کوئی چھز لئے کہا ہے ' جس کے پیچھے
 ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری ہوئی کشتی لئے ہوئے
 ہے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیٹھ پھیر کر ایک
 دوسرے ایرانی کی طرف دیکھ رہا ہے جو باہر سے کوئی
 چھز ہاتھ میں لئے دروازے میں آ رہا ہے - اس کے پاس
 ایک ایرانی سپاہی کمر میں تلوار لکائے کہا ہے ' اور دروازے
 کے باہر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے
 کھڑے ہیں - ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی پرشاک میں
 زمین اور آسمان کا فرق ہے ' ہندوستانیوں کا قریب قریب
 سارا جسم برہمن ہے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈھکا ہوا ہے -
 ان کے سر پر اونچی ایرانی توپی ہے ' کمر تک انگرکھا '
 چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پھروں میں موزے بھی
 ہیں - تازہ می مچھ سب کے تھے - ایرانی ایلچی کے گئے
 میں بڑے بڑے موتھوں کی ایک لڑی ' پاندار کتھی ' کانوں
 میں موتھوں کے آریزے ' اور کمر میں مرصع کمر بند ہے -
 دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ہے - دربار
 میں فرش پر پھول بکھرے ہوئے ہیں - راجہ کے سنگھاسن
 کے آگے اگلدان پڑا ہوا ہے اور چوکھوں پر پاندان وغیرہ
 ظروف سریشوں سے ڈھکے رکھے ہوئے ہیں (۱) - قیاساً یہ

تصویر سنہ ۱۹۱۶ء کے بعد ہی بنی ہوئی -

اجلتاً کی تصویریں کامل الفن استادوں کی بدائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں اعضا کا تناسب، خط و خال، انداز و ادا، وضع و قطع، زلف و کاکل، رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ہے۔ عاقلیٰ ہذا چوند و پرند، گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں۔ کئی تصویریں جذب نگاری میں بے مثل ہیں۔ چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوئی ہے۔ مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ہے۔ تصاویر سے عمیق مشاہدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ہے۔ ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا۔ انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کہلے دل سے داد دی ہے۔ مستر گریفٹھ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے ”دقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیا نے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی۔ فلورنس کے اساتذہ چاہے خاکہ اچھا کھینچ سکیں، ویٹس کے مصور چاہے رنگ اچھا بھر سکیں، لیکن جذبہ نگاری میں ان میں سے ایک بھی اس کا ہمسر نہیں۔ تصویر کی کیفیت یوں ہے:—

رانی کا سر جھکا ہوا ہے، آنکھیں نوم باز ہیں، اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بھٹی ہوئی ہے اُس کی ایک کڈیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوئے کپڑی ہے ، اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ مہری رانی کی روح قفسِ عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پلکھا لئے ہوئے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نہچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوئے ہیں - ایک عورت ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

ان تصاویر کے کمال سے فنِ تصویر کے کئی ماہروں پر انداز اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تلیقہ کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تلیقہ دین شائع ہو چکی ہیں -

اجمعا کی گپھاؤں میں جو بودھ روایتوں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے بنانے والوں نے امراتہ ، سانچی ، بھرہت وغیرہ کے مہندروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور قلندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھ کے قریب کی کپھاڑوں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عہسائی کی چھتویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوئی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہت صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں، اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن ٹائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یورپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہنچ سکیں - قیامی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جاسکتی - اس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے، مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - مختص اتنا ہی نہیں، اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھ عرصہ ہوا ستن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدوکوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے تی اے،

گوپی ناتھ راؤ نے دیکھا - قہاس کیا جانا ہے کہ یہہ تصویریں پَلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں، ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برآمدے کی ساری چھت کو گھبرے ہوئے ہے - اس تصویر میں ایک تالاب، خوشنما کدولوں سے پر نظر آتا ہے - پھولوں کے بیج میں مچھلیاں، ہنس، بھیلسے، ہاتھی اور تین سادھو ہاتھ میں کدول لئے دکھائی دیتے ہیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب، اُن کا رنگ اور حسن دیکھ کر منہ سے بے اختیار داد نکل جاتی ہے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مندر میں اردھ ناریشور، گندھریوں اور ایسرائیں کی تصویریں بھی ہیں - اردھ ناریشور جتنا، مکت اور کدّال پہنئے ہوئے ہیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھپھکا پڑ گیا ہے تاہم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھ پہاڑی پر ایک گپھا ہے - اُسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں - ان چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وہی ہمارے دور یا اس سے کچھ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھینچے نمونے ہوں - تعجب تو یہہ ہے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود ہوں - انہیں سے ہمارے فن تصویر کی ترقی کا کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے -

ہندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھ صدیوں تک ہندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے - اس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چھٹی ترکستان کے صوبہ ختن، دن دیولک اور مہرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں مائی ہیں ان پر ہندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا ہے - وہ چوتھی صدی سے گیارہویں صدی تک کی قہاس کی جاسکتی ہیں - جیسے لٹکا میں ہندوستانی تہذیب پھیلی ہوئی تھی اسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک ہندوستانی تہذیب کا اتعداد تھا - اور ہندوستان کے مختلف علوم و فنون کی وہاں اشاعت ہو گئی تھی -

ہندوستانی فن تصویر کی خصوصیت

ہندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا ہیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن ہے ہندوستانی فن تصویر کا مخصوصات باطن - ہمارے اہل کمال حسن

ظاہر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کھنڈیات کا اظہار کرنا ہی اپنے فن کا معراج سمجھتے ہیں - ظاہر میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا؛ اُس کا پردہ کھول دینا ہمارے مصوروں کا اصلی نصب العین ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمام تر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مستر ای ، بی ، ہیول نے لکھا ہے ”یورپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم ہوتی ہیں“ کیونکہ اہل یورپ صرف حسن مادی کے شہدا تھے - ہندوستانی فن تصویر حقیقی کھنڈیات اور ملکوتی جذبات کی ترجمان ہے “ (۱) - بلکال کا جدید رنگ اجمتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم ہندوستان ہر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہنچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے ہیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بیٹھا ، جھانجھہ ، بلسی ، مردنگ ، وغیرہ باجے مستعمل ہوتے

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بیہنا کے نام ملتے ہیں، جیسے بیہنا، کاٹ بیہنا، (۱) اور کرکردی (۲) وغیرہ - جہانگیرہ کو آگہائی (۳) یا آگہات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ہوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ہوئے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ہے کہ ہندوستانی مردنگ وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ہے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ہونا ممکن ہے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ہو - تار والے باجوں میں بیہنا سب سے اچھی مانی گئی ہے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہنچیں تھیں -

(۱) کاٹھک سنگیتا ۵-۳۲ -

(۲) رگوید ۳-۲۳-۲ - اتھروید ۲-۳۷-۲ -

(۳) ایضاً ۱۰-۲۶-۲ -

(۴) اتھروید ۲-۳۷-۲ -

(۵) باجسنائی سنگیتا ۳۰-۱۹ -

(۶) رگوید ۱-۲۸-۲ -

(۷) تیتیرہ سنگیتا ۲-۹-۷ -

زمانہ قدیم میں ہندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لوگوں کو اس کی تعلیم دلاتے تھے۔ پانچوویں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رہنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے برہمن نلا کے بھیس میں راجہ ورات کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی۔ پانچو خاندان کے راجہ جلمیچے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھہ رابن وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بیٹا بچانے اور شکار و سہر میں متحر رہتا تھا۔ وہ اپنی بیٹا کی خوش الحانی سے ہاتھوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لانا تھا۔ ایک بار وہ اجین کے راجہ چلتھ مہا سین (پردیوت) کے ہاتھ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا۔ چونکہ وہ فن نغمہ میں ماہر تھا راجہ چلتھ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا۔ ان دو مثالوں سے یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے راجے گانے کے شائق ہوتے تھے اور اس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھ کر ان کی قدر کرتے تھے۔ راجہ کلشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماہر تھا۔ گپت خاندان کا راجہ سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی ہے اُس میں اپنے کو فن نغمہ میں تمبرو اور نارد سے بڑھ کر رکھا ہے یہاں تک کہ اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش ہے اُس میں وہ ایک باجا

بجای رہا ہے - وکرم سمیت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاؤنٹوں کو ایران بھیجنا، جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راجشری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناکت رتلاولی میں دانی نے 'دیریدہ درشکا' کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص گھوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنک بجانے والوں، ناچنے والوں، حمد کی گھٹ گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے سانہہ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے 'دہ نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں، پھر عرب

میں اور وہاں سے گائڈو آریزو (Guido d' Arezzo) نے
 عہسی کی گھاڑھویں صدی میں یورپ میں اسے رائج
 کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی رائے ہے - ایلسی ولسن
 لکھتی ہیں "ہندوؤں کو اس امر کا غور ہونا چاہئے کہ
 ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ہیں" - (۲)

(۱) ولیم ہنٹر - انڈین گزیٹیئر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳ -

Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5. (۲)

انڈیکس

صفحہ

۳۸	ارکان—ہندو دھرم کے
۳۹	ویدک لٹریچر کا غائب ہونا
،	بودھوں کے رہتہ جاترا کی تقلید ہندوؤں نے کی
۴۰	نئی اسمرتیوں کا بننا
۴۰	برت کا رواج
،	وید
،	البیرونی
،	پراشچتوں کا حکم
۴۱	ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت کا اٹھنا
،	بودھوں اور جہنموں کے ایشور کا وجود نہ
،	تسلیم کرنا
،	ایوروید—علم صحت
۱۴۲	علم جراحی کا ارتقا
۱۴۳	جھوک
۱۴۵	طبی آلات کا ذکر
،	طبی آلات اور اُس کے آٹھ قسمیں
،	ششرت میں طبی آلات کی تعداد
،	امراض تولید کے لئے مختلف آلات
۱۴۶	مارگزیدوں کا علاج
۱۴۷	نہارکس
،	

صفحہ

۱۴۸	آیور وید--مرض آماس
”	علاج حیوانات اور اُس کے متعلق تصانیف
”	بہہسپت کی تصنیف
”	چے دت کی تصنیف
”	کن کی تصنیف
			علاج کے متعلق ایک سنسکرت کا فارسی ترجمہ
۱۴۸	اور اُس کے ابواب
۱۴۹	علم حیوانات اور بہوشیہ پُران
”	دلسا کی ششرت
۱۵۰ و ۱۴۹	ہنس دیو کی مرگ پکشی شاستر
۱۵۱	شفاخانے
”	فامہان اور بہوتسانگ کا ذکر
”	ہندوستانی آیور وید کا پوربی طب پر اثر
”	لارڈ ایمٹہیل کی تقریر
۱۵۲	چرک
”	البیرونی
”	سیرے پٹن
”	ہاروں رشید
”	نوشیرواں
۱۵۳	سر ولیم ہنٹر
”	نگہنقو
۱۵۳	مسٹر بیور اور علم جراحی

صفحہ

۱	... بودھ دھرم — بودھ دھرم کی تبلیغ
۲	... گوتھ بودھ
۳	... اُن کی تلتین اور عوام کا بودھ دھرم کی جانب
۴	... مائل ہونا
۵	... راج خاندان اور اِس دھرم کا فروغ پانا
۶	... موریہ خاندان اور مہاراجہ اشوک کا راج
۷	... دھرم بذاتہ
۸	... اشوک کی کوشش اور بودھ دھرم کی اشاعت
۹	... ہندوستان کے باہر
۱۰	... بودھ بھکشوؤں کا مذہبی جوش
۱۱	... اُس کے اصول اور عقاید
۱۲	... مہاتما بدھ اور ان کا قول
۱۳	... وسطی راستہ
۱۴	... ضبط نفس
۱۵	... حرص و ہوس
۱۶	... ترک خواہشات اور اِس کا مطلب
۱۷	... پنیچ ارکان
۱۸	... تلمیذ کسی کہتے ہیں
۱۹	... مہانروان
۲۰	... اِس کی تین بڑی خصوصیتیں
۲۱	... بودھوں کے تین بڑے رتن
۲۲	... اِس کا زوال
۲۳	... اِس پر ہندو دھرم کا اثر

صفحہ

	بودیہ دھرم—بھگوت گیتا کا اثر اور کچھہ اُس	
۴	کئی مثالیں...	...
۱۷	برہمن دھرم—ہندو دھرم کی ترقی	...
۱۱	ویشنو فرقہ	...
	ہندو دھرم کا بودیہ اور جہن دھرموں پر	...
۱۱	غالب ہونا	...
	ہندو دھرم کے معتقدوں کا بودیہ دھرم سے	...
۱۱	بہت سی باتیں سیکھنا	...
	سہ ۲۰۰ ع قبل میں نگری کے کتبہ میں	...
۱۱	مورتی پوجا کا حوالہ	...
۱۸	مہیکستھنیز اور متھرا کے شور سینہی جادو	...
۱۹۸	بھاشا—پراکرت	...
۱۱	ویاکرن	...
۱۱	ودروچی	...
۱۱	مارکندے	...
۱۱	ہیم چندر	...
۱۶۹	شور سینہی	...
۱۱	اٹھہ اونتی سندری	...
۱۱	پراکرت الفاظوں کی لغت	...
۱۷۰	موگ لائین کی پالی لغت	...
۱۱	دراور جنوبی ہند کا	...
۱۱	اُس کی ادبیات	...
۱۷۰ و ۱۷۱	نامل - مختلف تصانیف	...

صفحہ

	بہاشا—کدڑی ۴	چھون ۴	درگ سنگھ ۴	سنسکرت
۱۷۲	کا اثر
۱۷۲	تیلگو—
۱۷۲	اس کی ادبیات پر سنسکرت کا اثر
۳۷	نمدن—کے ہر شعبہ پر بحث
۳۷	برن بھوستھا
۳۷	برہمن—
۳۷	ابوزید اور المسعودی کا تذکرہ ...
۳۷	بودھ دھرم کے زمانہ میں برن بھوستھا اور
۳۸	برہمنوں کا وقار کم ہونا
۳۸	اسی اعتبار پر اسمرتیوں میں ترمیم
۳۸	پاراشر اسمرتی میں ہر برنوں کو بھکتی کرنے
۳۸	کا مجاز
۳۸	ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحہ
۳۸	استعمال کرنے کی اجازت
۳۹	روحانیت اور مذہب پرستی
۳۹	راجاؤں کا مناصب کی تقسیم قابلیت کے
۳۹	اصول پر
۵۰	بارہویں صدی میں ۳۲ براہمنوں کے نام اور گوتر
۵۰	الہیرونی کا چار برنوں کے متعلق ذکر
۵۱	الوں کا استعمال ہونا
۵۲	اس کا شمار داوڑوں میں
۵۲	چھتری—
۵۲	دعایا پروردی

۵۳	... تمدن—دوسرے پیشوں کا اختصار کرنا
”	... المسودی اور هوتسنگ کا تذکرہ
”	... راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ
۵۴	... ویش—
”	... جانوریں کا پالنا وغیرہ
”	... شاہی مناصب پر مامور ہونا
۵۴	... شوہر—
”	... پنچ مہاایگیہ کرنے کا مجاز
”	... مہا بہاشیہ پردیپ سے اس کا تصدیق
۵۵	... آٹھ طبقتوں میں منقسم ہونا
۵۶	... کایستھ—
”	... آٹھویں صدی کے ایک کتبہ کا حوالہ
”	... شاہی مناصب پر مامور ہونا
”	... اودے سندری
۵۷	... اچھوت ذاتیں—
”	... چاندال
”	... مری نپ
”	... بدھوں کا باہمی تعاقب
”	... آپس کی شادیاں
۵۸	... بودھ گُپھا کا ایک کتبہ
”	... باہمی شادیوں کا اپنے ذات میں محدود
۵۹	... ہونا
”	... چھوت چھات کا رواج نہ تھا
”	... ویاس اسمرتی کا شلوک

۵۹	تمدن — الیہرونی ...
	سبزی خواروں کا گوشت خواروں کے ساتھ
۶۰	کھانا چھوڑ دینا ...
۶۱	ہندوستانیوں کا دنیاوی ترقی کی طرف توجہ
	ہندوؤں کا معاشرتی زندگی میں خاص حصہ
۶۲	یوشاک — ...
۶۳	ہیوسانگ، کا قول اور ...
	فن سلائی کا حوالہ دیدوں اور تصویروں سے ...
۶۵	زیور کا رواج ...
۶۶	غذا — ...
۶۷	پاکیزگی کا خیال ...
	مہاتما بدھ کے قبل گوشت کا رواج ...
	پرائی اسمرتیوں میں شرادھ کے موقع
۶۸	پر گوشت کھانے کی اجازت ...
	ویاس اسمرتی کا حوالہ ...
	شراب کا رواج ...
	واتسہائن کام سوتر کا حوالہ شراب کے متعلق
۶۹	ویشنو دھرم کے ساتھ چھوت چھات ...
	ہندو تہذیب اور غلامی کا رواج ...
	منو اور یاکھ ولکیہ کی اسمرتیوں کا حوالہ
	غلاموں کی پندرہ قسمیں ...
	یہاں کی غلامی سے دوسرے ملکوں کی
۷۰	غلامی میں فرق ...
	نارڈ اسمرتی ...

صفحہ

۷۱	تمدن—غلامی کا رواج
”	متاکشرا میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ
”	توہمات عوام میں
۷۲	کامجبری، اتھرو وید، اور مالتی مادھو کا حوالہ
۷۳	اُس زمانہ کے عادات و اطوار
۷۵	عورتوں کو اردھانگنی قرار دینا
”	اُنکی تعظیم ...
۷۷	پردہ—
۷۸	راج شری کا ہوتسانگ سے خود ملنا
”	کامسوتر میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ
”	سہر و تفریح کا ذکر
”	وکر مادیتہ کی بہن اکادیوی کی دلیری
”	مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج
۷۹	راجپوتانہ اور دکھن میں پردہ کا نہ ہونا
”	شادی اور اُس کی آٹھ قسمیں
”	یاگیہ ولکیہ، وشنو، سنگھ اسمرتی اور
”	ہاریت اسمرتی کے تشریح
”	اردواج کی رسم
”	کم سنی کی شادی
۸۰	بدھوا بواہ یاگیہ ولکیہ میں
”	رسم سنی
”	ہرش کی تصنیف وہ پریہ درشیکا میں
۸۱	سنی کا رسم

صفحہ

۸۱	...	تمدن—سستی اور اُس کا لب و لہجہ
۸۲	...	مذہب اسمرتی ...
۹	...	چین دھرم—مہابھیر ...
۱۰	...	اس زمانہ کے ویدک دھرم اور عقائد
۱۱	...	مہابھیر اور بدھ کا پانچ عقائد کو باطل قرار دینا
۱۲	...	مہابھیر خدا کے وجود سے منکر تھے
۱۳	...	ان کے عقیدہ ...
۱۴	...	وجود کے اسباب
۱۵	...	بودھ اور چین دھرم کا مندرج ایک ہونا اور غلط ثابت کرنا
۱۶	...	اس کے دو فرقے
۱۷	...	اس کا اثر تامل زبان پر
۱۸	...	اس کا زوال
۱۹	...	اس کا عروج
۲۰	...	شیو فرقہ—اس فرقہ کی ”اگم“ نام کی کتاب
۲۱	...	مورتی پوجا اور مختلف الشکل
۲۲	...	دھات اور پتھروں کی مورتیں
۲۳	...	ان کی مختلف شاخیں
۲۴	...	پاشوپت فرقہ ...
۲۵	...	لکولہش فرقہ ...

۲۶	شہو فرقہ—ان کے عقیدہ
۲۷	ان کے چہہ ارکان
۲۸	ان کے چہہ نشانات
۲۹	کاپالک
۳۰	کالامکھہ
۳۱	پر ماتما کی مختلف صورتیں
۳۲	ان کے پرستش کے اصول اور دیوتا
۳۳	شکر اچاریہ—ان کی پیدائش
۳۴	وید کو علم الہی ثابت کرنا
۳۵	فلسفہ اور اہلسا کے اصول کی حمایت کرتے
۳۶	ہوئے ویدوں کا پرچار کرنا
۳۷	بودھوں کے فلسفہ سے ان کے فلسفہ کا ملنا
۳۸	چاروں اطراف میں منہ کا قائم کرنا
۳۹	فلسفہ—فلسفہ کے اعتبار سے
۴۰	اس کے چہہ مشہور شعبے
۴۱	نہائے فلسفہ کے شعبے
۴۲	نہائے شاستر
۴۳	سنہ ۶۰۰ ع میں بودھ اور جین کا حصہ
۴۴	یہا
۴۵	سنہ ۱۱۰۰ ع کے قریب نئے منطقی کا دور
۴۶	ویشیشک درشن—
۴۷	نہائے درشن اور ویشیشک میں مماثلت

صفحتہ

۱۰۶	فلسفہ—انکشاف
۱۰۷	سانکھیہ—
۱۰۸	یہہ لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں
..	البہرونی
..	یوگ درشن—
۱۰۹	اس کے ۲۶ عناصر
..	اردکان
..	اسکے مطابق پانچ مفردات
۱۱۰	یورب میمانسا—
			میمانسا کے عقائد کو عمل کا موید تسلیم کرنا
۱۱۱	اس کا قول
..	میمانسا اور درشن کے فرق
۱۱۲	اس کا نام پڑنے کا وجہ
..	اس دو حصے
..	اُتر میمانسا اور شنکراچاریہ
..	آدویت واد—
..	شنکراچاریہ اور آدویت واد
۱۱۳	نلقین
..	ویدانت اور اُس کے عقائد
۱۱۴	دنیا اور کائنات کے متعلق خیال
۱۱۵	رامانج اور وشستادویت
..	جہو اور برہم کا تعلق
۱۱۶	بہہد ابھو واد یا دویت آدویت

		فلسفہ — مادہ و اچاریہ کا حریت واد کی تلقین کر کے
۱۱۶	...	مادہ و فرقہ قائم کرنا
۱۱۷	...	سانکھیہ اور ویدانت کا ملنا
۱۱۸	...	چاواک کا فرقہ —
۱۱۹	...	پرسپیٹی
۱۲۰	...	بودھ فلسفہ
۱۲۱	...	چین فلسفہ
۱۲۲	...	مغربی فلسفہ پر مشرقی فلسفہ کا اثر
۱۲۳	...	ہیروفلینیس اور پرمینیدس کے اصول
۱۲۴	...	سقراط اور افلاطون کے بقائے روح کا اصول
۱۲۵	...	فیثا غورث کے فلسفہ کے مسئلہ
۱۲۶	...	ناسٹک فرقہ پر سانکھیہ کا اثر
۱۲۷	...	شلیگل
۱۲۸	...	سہر قہلو قہلو ہنٹر
۱۲۹	...	سہر متی ڈاکٹر بسنت
۱۳۰	...	پروفیسر میکس ڈنکر
۱۳۱	...	چوتھ —
۱۳۲	...	نجوم ویدوں کا ایک رکن ہے
۱۳۳	...	ہندوستانی اور یونانی نجوم
۱۳۴	...	ہلکیاتی تصانیف
۱۳۵	...	یہاں چوتھ
۱۳۶	...	علم نجوم کے تین حصے
۱۳۷	...	علم الاعداد —
۱۳۸	...	نجوم کے ارتقا اور علم الاعداد

صفحہ

۱۳۹	...	فلسفہ—تنبؤ اور الجبر والمقابلہ ...
۱۴۰	...	علم الحفظ ...
۱۴۱	...	علم مثلث اور جوتش ...
۸۳	...	قدیم ہندوستان کا ادب—زبان کے اعتبار سے ...
۸۴	...	سنسکرت ادب ...
۸۴	..	ادبیات کے اعتبار سے ..
۸۵	...	سنسکرت زبان اور پانچویں ...
۸۵	...	سنسکرت لکھنے کی مختلف طرز نمایوں کا ایجاد ...
۸۹	...	اس زمانہ کے لاجواب تصانیف ...
۸۹	...	دزمیہ نظمیں ...
۹۰	...	لطائف و ظرائف کے مجموعہ ...
۹۰	...	کچھاڑوں اور قصوں کا درجہ ...
۹۳	...	سنسکرت ادب میں چھپو تصنیف کا درجہ ...
۹۳	...	ناٹکوں کا رواج ...
۹۴	...	ادب کے دیگر شعبے ...
۹۴	...	ادبیات پر سرسری نظر سنہ ۱۰۰۰ء سے ...
۹۷	...	سنہ ۱۲۰۰ء تک ...
۱۵۳	...	قدیم ہندوستان اور علمی ترقی—کام شاستر ...
۱۵۳	...	وانستائیں کی تصنیف ...
۱۵۵	...	کوکا پنڈت اور رتی دھسہ ...
۱۵۵	...	دیگر تصانیف ...

	قدیم ہندوستان اور علم سیاست پر قدیم تصانیف—
۱۵۸	سلطنت کے سات حصے ...
۱۵۹	راجہ کے فرائض اور اختیارات ...
	قدیم ہندوستان اور قانونی تصانیف—ہندوستان
۱۶۰	کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے ...
۱۶۱	قانونی ارتقا ...
	قدیم تصانیف منو اسمرتی اور اُس کے تین
۱۵۹	ابواب ...
۱۶۱	قدیم ہندوستان اور اقتصادیات—چار خاص ابواب
۱۶۲	قدیم ارکان ...
۱۶۳	مختلف تصانیف ...
	قدیم ہندوستان اور پراکرت کا رواج—پراکرت کسے
۱۶۴	کہتے ہیں ...
۱۶۵	اُن کی مختلف قسمیں ...
۱۶۶	قدیم ہندوستان اور تعلیم—تعلیم کا سلسلہ ...
۱۶۷	نالیڈ کا دارالعلوم ...
۱۶۸	جامعہ تمش شلا ...
۱۶۹	نصاب تعلیم ...
	قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور انہیں—ہرش
۱۷۰	کے نام پر لکھے ...
۱۷۱	ہیونسنانگ کا سفرنامہ ...
۱۷۲	راجہ کے فرائض ...

صفحہ

...	قدیم ہندوستان میں نظام دیہی — رعایا کے خاص حقوق
۱۸۳	پانچ مجلسوں
۱۸۴	تین سبھاؤں
”	دیہی سبھاؤں کے دو حصے
”	نگر سبھاؤں
۱۸۶	آمد و خرچ
۱۸۹ و ۱۹۰	آمدنی کے چار ذریعہ
۱۹۰	رفاد عام
۱۹۱	قدیم ہندوستان میں سیاسی قواعد و ضوابط —
۱۸۶	قدیم ہندوستان میں عورتوں کی سیاسی حالت —
۱۸۷	قدیم ہندوستان میں انصرام سیاست — اہلکاروں کے نام
۱۸۸ و ۱۸۹	قدیم ہندوستان کی فوجی تنظیم — فوج کے چار حصے
۱۹۱	بحتری فوج
۱۹۲	بھوتساگ کا سفرنامہ
”	قدیم ہندوستان کی مالی حالت — زراعت اور آبپاشی
۱۹۷	قدیم ہندوستان میں تجارت کا درجہ — تجارت کے بحتری اور خشکی راستے
۲۰۰	دیگر ممالک سے ہندوستان کا تجارتی
”	نعلق

	قدیم ہندوستان میں تجارت کا درجہ—جہاز
۲۰۰	... سازی کا فن
۲۰۲	... یورپ کے ساتھ ہندوستان کا بیوپار
"	... تجارتی اشیائے
۲۰۳	قدیم ہندوستان میں صنعت و حرفت—تجارتی
"	... مقامات
"	... اوبے اور فولاد کی صنعت
۲۰۴	... قطب مہنار جے استنبہ
۲۰۵	... معدنیات کا کام
۲۰۶	... کانچ وغیرہ کا کام
	قدیم ہندوستان میں حرفتی جماعتوں کا رواج—
۲۰۷	... کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں
"	... نڈیریوں کی پندچائتھوں
۲۰۸	... قدیم ہندوستان اور سکے—
	قدیم ہندوستان کی صنعت اور دستکاری—
۲۱۱	... فن سنگتراشی اور اُس کے چار حصے
۲۱۲	... غار—
"	... چھت اور بہار
۲۱۳	... مندر
	جین اور برہمن مندروں میں یکسانیت اور
۲۱۴	... اُس کا فرق
۲۱۶	... آریہ طرز کے برہمن مندر اور مقامات
"	... دراوڑ طرز کے مندر اور مقامات
"	... بارادولی کے مندر کی سنگتراشی کرنل ناٹ

صفحہ

۲۱۷	ہیلے بڈ کے ملدر
	قدیم ہندوستان کی صنعت اور دستکاری—متھرا
۲۱۸	کے قدیم ملدر
۲۱۹	محمود غزنوی
۲۲۰	سکون اشوک کے بدوائی ہوئی
۲۲۱	مورتیں
۲۲۲	نظریات کی ترقی
۲۲۳	اوزاروں کا تذکرہ
۲۲۴	آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش
۲۲۵	قدیم ہندوستان میں فن تصویر—جلتا کی گپھا
۲۲۶	مؤرخ طبری ...
۲۲۷	شہری مدبھاگوت
۲۲۸	ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں
۲۲۹	ریاست سرگوجا
۲۳۰	ہندوستانی فن تصویر کا دیگر ملکوں پر اثر
۲۳۱	ہندوستانی فن تصویر کی خصوصیت
۲۳۲	کرل مت—شاکت اور شاکتوں کے دو فرقے
۲۳۳	دگدگ میں سورج پوجا کا ذکر
۲۳۴	کمارل بہت—ان کی پیدائش ...
۲۳۵	دگدگ کو علم الہی ثابت کرنا
۲۳۶ و ۲۳۷	مذہب—ہندوستان میں سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک
۲۳۸	ویدک ، بودھ ، جین
۲۳۹	ویدک
۲۴۰	جانوروں کی قربانیاں

مذہب

- مذہب—جہنوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول کا
 ۱ موجود ہونا اور لوگوں پر اس کا اثر ...
 ۲۱ مدھو فرالہ—اس کے فلسفیانہ اصول ...
 ادویت داد کو دور کر بھکتی مارگ کو
 تقویت دینا ...
 مدھواچارینہ اور پیدایش ...
 ویدانت درشن اور ایشودوں کی تفسیر ...
 ۲۲ ویراگ ...
 اس فرقے کی تعداد دکھنی کرناٹک میں ...
 ۲۴ مذہبی حالات—زیر ترقی میں مختلف مذاہب
 پیدائشوں اور پوجا کا رواج ...
 اچے رحجان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش
 کر سکتا ...
 ۲۵ ہندوؤں اور بودھوں میں مذاذت دور ہونا
 دونوں مذاہب میں یکسٹھت پیدا ہونا
 اوناروں کی ایجاد میں بھی یکسٹھت ...
 بودھ دھرم کا جان بہ لب ہونا ...
 جہن دھرم کا معدود ہونا ...
 ہندو دھرم میں شہومت کا پرچار زوروں پر
 اسلام کا آغاز ...
 ۴۶ ملکی انتظامات میں تبدیلیاں—سلطنتوں کا
 ۱۹۳ کئی حصوں میں تقسم ہونا ...
 ۱۵۵ موسیقی قدیم ہندوستان میں—سام وید ...
 سارنگ دھو کی سنگھت و تالاکر ...

مستفصلہ

	موسیقی قدیم ہندوستان میں—موسیقی ماہروں
۱۵۶	کے نام
”	ہاچوں کی چار قسمیں
۱۵۷	موسیقی کے تفسیری رکن
۲۳۷	مورتوں کے ناچنے کی تعلیم
	مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے
”	مشابہ
۱۹	ویشفو دھرم—اس کے اصول اور اشاعت
”	چوبیس اوتار
”	ہودھ اور چھن دھرم کا اثر ہندو دھرم پر
۲۰	بھاگوت فرقہ
۲۲ و ۲۳	مورتوں کا تذکرہ
۲۰	ویشنوادیویت فرقہ—رامانجی آچاریہ
”	اُن کی پوداویں اور دھرم تعلیم
۲۱	لین کے دھرم کے فلسفیانہ اصول اور تفہیم

लाल बहादुर शास्त्री राष्ट्रीय प्रशासन अकादमी, पुस्तकालय
Lal Bahadur Shastri National Academy of Administration Library

मसूरी
MUSSOORIE

अव्राप्ति सं०

Acc. No.....

कृपया इस पुस्तक को निम्न लिखित दिनांक या उससे पहले वापस कर दें।

Please return this book on or before the date last stamped below.

[illegible]

U
954.02 अवधि सं० 20733
Ojh ACC. No.....

वर्ग सं. पुस्तक सं.
Class No..... Book No.....

लेखक Ojha, Gauri Shankar
Author.....
शीर्षक Hira Chand

Title..... ~~Garoon-i-Wasti main~~
~~Hindustani tehzeeb, 600A.C.-~~

निर्गम दिनांक Date of Issue	उधारकर्ता की सं. Borrower's No.	हस्ताक्षर Signature
--------------------------------	------------------------------------	------------------------

U
954.02 LIBRARY 20733
Ojh LAL BHADUR SHASTRI

National Academy of Administration
MUSSOORIE

Accession No. _____

1. Books are issued for 15 days only but may have to be recalled earlier if urgently required.
2. An over-due charge of 25 Paise per day per volume will be charged.
3. Books may be renewed on request, at the discretion of the Librarian.
4. Periodicals, Rare and Reference books may not be issued and may be consulted only in the Library.
5. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced or its double price shall be paid by the borrower.

Help to keep this book fresh, clean & moving